مجلس انصاراللہ برطانیہ کا تعلیمی، تربیتی اور معلوماتی رسالہ

# انصار الدین

مارچ/اپریل 2024ء | امن/شہادت 1403 ہجری شمسی | رمضان/شوّال 1445 ہجری | جلد 21 نمبر 2

رَبِّ أَوْزِعْنِيٓ أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ
ٱلَّتِيٓ أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَٰلِدَيَّ
وَأَنْ أَعْمَلَ صَٰلِحًا تَرْضَىٰهُ وَأَدْخِلْنِي
بِرَحْمَتِكَ فِي عِبَادِكَ ٱلصَّٰلِحِينَ ۝

اے میرے ربّ! مجھے توفیق بخش کہ میں تیری نعمت کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھ پر کی اور میرے ماں باپ پر کی اور ایسے نیک اعمال بجالاؤں جو تجھے پسند ہوں۔ اور تُو مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیکوکار بندوں میں داخل کر۔

[النمل:20]

# "مجھے آپ کی تلاش ہے"

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی طرف سے ایک ولولہ انگیز زندگی بخش، پر کشش پیغام

1۔ کیا آپ محنت کرنا جانتے ہیں؟ اتنی محنت کہ تیرہ چودہ گھنٹے دن میں کام کر سکیں۔

2۔ کیا آپ سچ بولنا جانتے ہیں؟ اتنا کہ کسی صورت میں آپ جھوٹ نہ بول سکیں؟ آپ کے سامنے آپ کا گہرا دوست اور عزیز بھی جھوٹ نہ بول سکے، آپ کے سامنے کوئی اپنے جھوٹ کا بہادرانہ قصہ سنائے تو آپ اس پر اظہارِ نفرت کئے بغیر نہ رہ سکیں۔

3۔ کیا آپ جھوٹی عزت کے جذبات سے پاک ہیں؟ گلیوں میں جھاڑو دے سکتے ہیں؟ بوجھ اُٹھا کر گلیوں میں پھر سکتے ہیں؟ بلند آواز سے ہر قسم کے اعلان بازاروں میں کر سکتے ہیں؟ سارا سارا دن پھر سکتے ہیں اور ساری ساری رات جاگ سکتے ہیں؟

4۔ کیا آپ اعتکاف کر سکتے ہیں؟ جس کے معنے ہوتے ہیں (الف) ایک جگہ دنوں بیٹھ رہنا (ب) گھنٹوں بیٹھے وظیفہ کرتے رہنا (ج) گھنٹوں اور دنوں کسی انسان سے بات نہ کرنا۔

5۔ کیا آپ سفر کر سکتے ہیں؟ اکیلے اپنا بوجھ اُٹھا کر بغیر اس کے کہ آپ کی جیب میں کوئی پیسہ ہو۔ دشمنوں اور مخالفوں میں، ناواقفوں اور ناآشناؤں میں؟ دنوں، ہفتوں اور مہینوں۔

6۔ کیا آپ اس بات کے قائل ہیں کہ بعض آدمی ہر شکست سے بالا ہوتا ہے؟ وہ شکست کا نام سننا پسند نہیں کرتا۔ وہ پہاڑوں کو کاٹنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔ وہ دریاؤں کو کھینچ لانے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ اور کیا آپ سمجھتے ہیں کہ آپ اس قربانی کے لیے تیار ہو سکتے ہیں؟

7۔ کیا آپ میں ہمت ہے کہ سب دنیا کہے نہیں اور آپ کہیں ہاں؟ آپ کے چاروں طرف لوگ ہنسیں اور آپ اپنی سنجیدگی قائم رکھیں۔ لوگ آپ کے پیچھے دوڑیں اور کہیں کہ ٹھہر تو جا ہم تجھے ماریں گے اور آپ کا قدم بجائے دوڑنے کے ٹھہر جائے اور آپ اس کی طرف سر جھکا کر کہیں کہ لو مار لو۔ آپ کسی کی نہ مانیں کیونکہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں مگر آپ سب سے منوالیں کیونکہ آپ سچے ہیں۔

8۔ آپ یہ نہ کہتے ہوں کہ میں نے محنت کی مگر خدا تعالیٰ نے مجھے ناکام کر دیا۔ بلکہ ہر ناکامی کو آپ اپنا قصور سمجھتے ہوں۔ آپ یقین رکھتے ہوں کہ جو محنت کرتا ہے کامیاب ہوتا ہے اور جو کامیاب نہیں ہوتا اُس نے محنت ہرگز نہیں کی۔

اگر آپ ایسے ہیں تو آپ اچھا مبلغ اور اچھا تاجر ہونے کی قابلیت رکھتے ہیں۔ مگر آپ ہیں کہاں، خدا کے ایک بندہ کو آپ کی دیر سے تلاش ہے۔ اے احمدی نوجوان! ڈھونڈ اس شخص کو اپنے صوبہ میں، اپنے شہر میں، اپنے محلہ میں، اپنے گھر میں، اپنے دل میں اسلام کا درخت مرجھا رہا ہے۔ اسی کے خون سے وہ دوبارہ سرسبز ہو گا۔

مرزا محمود احمد

(الفضل 22 مئی 1948)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریمؐ وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود علیہ السلام

مجلس انصاراللہ برطانیہ کا تعلیمی، تربیتی اور معلوماتی رسالہ

# انصار الدین

مارچ/اپریل 2024ء | امن/شہادت 1403 ھجری شمسی | رمضان/شوّال 1445 ھجری | جلد 21 نمبر 2

## مجلس انصار اللہ کا عہد

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

مَیں اقرار کرتا ہوں کہ اسلام احمدیت کی مضبوطی اور اشاعت اور نظامِ خلافت کی حفاظت کے لیے ان شاء اللہ تعالیٰ آخر دم تک جدو جہد کرتا رہوں گا اور اس کے لیے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کے لیے ہمیشہ تیار رہوں گا۔ نیز مَیں اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتا رہوں گا۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ)

## فہرست مضامین


- اداریہ : حقیقی خوشی کا حصول 2
- درس القرآن الکریم 4
- حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم 5
- ارشادات سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام 6
- فرمودات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 7
- حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان لانا کیوں ضروری ہے؟ (عثمان احمد علی) 8
- محترم ملک بشارت ربّانی صاحب آف گجرات (ڈاکٹر مبارز احمد ربّانی) 13
- کتاب ’’اسلامی اصول کی فلاسفی‘‘ کا تعارف (کلیم احمد کرم) 17
- ذکرِ حبیبؐ کم نہیں وصلِ حبیبؐ سے (عبدالرحمٰن شاکر) 19
- بین الاقوامی کسر صلیب کانفرنس (تاریخ سے ایک ورق) (بشیر احمد رفیق خان) 21


تمام انصار اپنا جائزہ لیں کہ
کیا آپ حضرت امیرالمومنین
خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
کے ارشاد کے تحت جماعت احمدیہ کی ترقیات
اور احمدیوں کی حفاظت کے لیے روزانہ دو نفل
ادا کر رہے ہیں اور
ہفتہ وار نفلی روزہ کا اہتمام کر رہے ہیں؟


صدر مجلس: صاحبزادہ مرزا وقاص احمد
قائد اشاعت: جلال الدین
مدیر: محمود احمد ملک
نائبین: صفدر حسین عباسی
میر انجم پرویز

اداریہ

# حقیقی خوشی کا حصول . . .

خدا تعالیٰ نے انسانی جبلّت میں جو قویٰ یعنی نشوونما کے مختلف ذرائع پوشیدہ رکھے ہیں اُن کا مقصد یہی ہے کہ ہر شخص اپنی خداداد صلاحیتوں سے استفادہ کرتے ہوئے اپنی جسمانی، ذہنی، اخلاقی اور روحانی استعدادوں کو حتی المقدور ترقی دے کر نہ صرف اپنی دنیاوی زندگی میں ذاتی و اجتماعی حیثیت میں تسکین، آرام، بشاشت اور خوشی سے لطف اندوز ہو سکے بلکہ اپنی اخروی زندگی میں بھی سرخرو ہو سکے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں انسانی زندگی کے تمام تر پہلوؤں کا احاطہ کرتے ہوئے ایسی جامع تعلیم بیان فرمائی گئی ہے جس پر عمل کرنے کی صورت میں انفرادی اور معاشرتی امن وسلامتی کی ضمانت دی جاسکتی ہے۔ نیز اس تعلیم کے مطابق زندگی بسر کرنے کے لیے آنحضور ﷺ نے اپنی سنّت مبارکہ کے ذریعے جو اسوۂ حسنہ قائم فرمایا ہے اُس کی برکت سے اسلامی تعلیم کے تمام تر پہلوؤں پر عمل کرنا نہ صرف آسان نظر آتا ہے بلکہ اس تعلیم کے مطابق زندگی بسر کرنے والے اپنی زندگیوں میں ایک دلی انبساط اور روحانی برکات کو بھی محسوس کر سکتے ہیں۔

قرآن کریم کی پیشگوئی وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتۡ کی صداقت کی ایک دلیل آج پرنٹ میڈیا، الیکٹرانک میڈیا اور سوشل میڈیا بھی ہے جس کے ذریعے دنیا بھر کے مروّجہ علوم اور ان میں ہونے والی نئی تحقیق واخبار کا ایک مسلسل دریا اس سرعت کے ساتھ رواں دواں ہے کہ اس کا احاطہ کرنا یا اس میں سے اپنی دلچسپی کی محض چند مفید معلومات کا اُچک لینا بھی کارِ دارد دکھائی دیتا ہے۔ تاہم ایک مومن اپنے آقا ﷺ کے ارشاد کی تعمیل میں علم کے اس سمندر سے اپنی گمشدہ میراث یعنی حکمت کے موتی چنتا چلا جاتا ہے۔ جدید تحقیق میں بعض زاویے اسلامی تعلیمات سے اتنی مماثلت رکھتے ہیں کہ اُن پر غور کرنے سے اسلام کی صداقت اور اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی اہمیت عیاں ہوتی چلی جاتی ہے۔

علم نفسیات کی ایک شاخ یعنی علم ماورائے نفسیات (پیرا سائیکالوجی) کے ماہرین نے کچھ عرصہ قبل کی جانے والی اپنی ایک تحقیق میں یہ دعویٰ کیا تھا کہ طبّی طور پر انسانی مُوڈ میں تسکین اور انبساط کی لہر پیدا ہونے میں چار ہارمونز بے حد اہمیت رکھتے ہیں جو مخصوص حالات کے زیر اثر انسانی جسم میں قدرتی طور پر پیدا ہوتے ہیں۔ رپورٹ کے مطابق اگر ہم خود ان ہارمونز (کے اپنے جسم میں اخراج) کا خیال رکھیں گے تو پھر یہ ہارمونز بھی ہمارے مُوڈ کا خیال رکھیں گے۔ یقین جانیے کہ بات صرف زاویۂ نظر کی ہے ورنہ حقیقی خوشی کے حصول کے سارے لوازمات تو ہمیں ڈیڑھ ہزار سال پہلے ہی عطا فرما دیے گئے تھے جن پر مہرِ صداقت آج کی اس جدید تحقیق نے ثبت کر دی ہے۔ اپنی زندگی میں حقیقی خوشی کی نمو کے لیے اور اپنے مُوڈ کو بشاشت سے روشناس کروانے کے لیے اس خوبصورت تحقیق سے استفادہ کرنا ایک احمدی مسلمان کے لیے کس قدر آسان ہے۔ مثلاً

1۔ ماہرین کے مطابق ورزش کرنے پر ہمارا جسم درد سے نپٹنے کے لیے ایک خاص قسم کا ہارمون ''اینڈورفنس'' (Endorphins) خارج کرتا ہے تاکہ ہم تکلیف (درد) محسوس کرنے کی بجائے ورزش سے لطف اٹھا سکیں۔ یہ ہارمون اُس وقت بھی پیدا ہوتا ہے جب ہم کوئی لطیفہ پڑھتے یا سنتے ہیں یا مزاحیہ فلم دیکھتے ہیں یا خوشگوار مجلس میں شامل ہوتے ہیں۔ اس لیے اس ہارمون کی اپنے جسم میں قدرتی خوراک پیدا کرنے کے لیے ہمیں روزانہ کم از کم 20 منٹ تیز سیر یا ایکسرسائز کرنی چاہیے اور روزانہ کی بنیاد پر کچھ مزاحیہ تحریروں، ویڈیوز اور اچھے دوستوں کی مجالس سے لطف اندوز ہونا چاہیے۔ اس حوالے سے آنحضور ﷺ کی سنّت مبارکہ اور حضرت مسیح موعودؑ اور خلفائے کرام کے پاکیزہ عمل سے ہم راہنمائی لے سکتے ہیں۔

2۔ روزانہ کی بنیاد پر ہم کئی چھوٹے بڑے کام سرانجام دیتے ہیں لیکن جب بھی ہم کسی ایک کام کو مکمل کر لیتے ہیں تو تکمیل کے احساس کے نتیجے میں ہمارا جسم ایک خاص ہارمون ''ڈوپامائین'' (Dopamine) خارج کرتا ہے جو ہماری ذہنی تسکین کا باعث ہوتا ہے۔ جب گھر میں یا کام کی جگہ

پر ہمارے کسی کام کی تعریف کی جاتی تو اسی ہارمون کے نتیجے میں ہم اپنے آپ کو ایک کامیاب اور اچھا انسان محسوس کرتے ہیں۔ پس اگر کام کی جگہ پر اپنے ساتھیوں کی حوصلہ افزائی کی جائے اور گھروں پر سارا دن مصروف رہنے والی اپنی بیویوں، بیٹیوں اور دوسری بچیوں کے کام کی تعریف کی جائے تو وہاں کام کے نتیجے میں کسی مشقّت کی بجائے بشاشت کا احساس دکھائی دے گا اور ماحول میں مثبت تبدیلی کو ہر شخص محسوس کر سکے گا۔

یہ ہارمون اُس وقت بھی پیدا ہوتا ہے جب ہم کوئی نئی چیز خریدتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ شاپنگ کرنے کے بعد یا کوئی تحفہ یا انعام لینے کے بعد خوشی محسوس ہوتی ہے۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ باہمی تعلقات اور ماحول کو خوشگوار بنانے میں تحائف دینے کی کتنی اہمیت ہے جبکہ یہی بات آنحضور ﷺ کی ایک حدیث مبارکہ میں بھی بیان ہوئی ہے۔

3۔ تیسرا خاص ہارمون ’’سیروٹونائین‘‘ (Serotonin) ہے۔ اس ہارمون کا اخراج تب ہوتا ہے جب ہم دوسروں کی ہمدردی میں اور مخلوق کے فائدے کے لیے کوئی کام کرتے ہیں۔ خدمتِ خلق سے خوشی کا جو احساس پیدا ہوتا ہے وہ اسی ہارمون کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اس میں دوسروں کی راہنمائی کرنا، انہیں مفید معلومات فراہم کرنا، حل طلب معاملات میں مدد کرنا، کسی سائل کے سوالات کا جواب دے کر اُسے مطمئن کرنا بلکہ دوسروں کے خیالات کو (اپنی زبان سے یا محض اپنے نمونہ سے خاموش دعوت الی اللہ کر کے) نیکی، بھلائی اور خیر کی طرف راغب کرنا، ان سبھی امور سے سیروٹونائین پیدا ہوتا ہے اور اس کی خوشی ہم نے بارہا محسوس بھی کی ہوگی۔ اسی طرح والدین کو چاہیے کہ بچوں کو اپنی چیزیں شیئر کرنے اور دوسروں کی مدد کرنے کی عادت ڈالیں اور اس کا بہترین طریق یہ ہے کہ شفقت علیٰ خلق اللہ کا عملی نمونہ پیش کریں۔ برسبیلِ تذکرہ عرض ہے کہ زیرِ نظر تحریر بھی دوسروں تک پہنچا کر آپ نہ صرف اپنی قلبی بشاشت اور ذہنی آسودگی کا سامان کر سکتے ہیں بلکہ اپنے ماحول کو بھی خوشگوار اور پُرمسرّت بنا سکتے ہیں۔

4۔ چوتھا ہارمون ’’آکسی ٹوسین‘‘ (Oxytocin) ہے جس کا اخراج جسم میں اُس وقت ہوتا ہے جب ہم جسمانی طور پر دوسروں کے قریب ہوتے ہیں اور انہیں اپنی محبت، چاہت اور تحفّظ کا احساس دلاتے ہیں۔ چنانچہ اپنے دوستوں سے ہاتھ ملانا، اُن کو محبت سے گلے لگانا، اپنے بچوں کو اٹھانا اور اُن سے کھیلنا وغیرہ وہ سارے امور ہیں جن کے نتیجے میں انسانی جسم اس ہارمون کو خارج کرتا ہے اور طبیعت میں خوشگواری کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح عید جیسے اسلامی تہواروں پر اور خوشی کے دیگر مواقع پر اپنے پیاروں سے بغلگیر ہو کر خوشی کا اظہار کرنا، دوستوں کی کامیابیوں پر اُن کو گلے لگا کر مبارکباد دینا اور اسی طرح کسی غمزدہ کے دکھ درد کو بانٹنے کے لیے اس کو سینے سے لگا کر تسلّی دینا بھی اس ہارمون کو پیدا کرنے کا بڑا ذریعہ ہے۔

محترم قارئین! ذرا غور کیجیے کہ کیا یہ اُن اسلامی تعلیمات کا خلاصہ نہیں ہے جو ڈیڑھ ہزار سال پہلے ہمیں قرآن کریم کی پاکیزہ تعلیم اور آنحضور ﷺ کے بابرکت اُسوۂ حسنہ کے ذریعے دی گئی تھیں۔ اور آج ان کا اعادہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات اور خلفائے کرام کے ارشادات وخطبات کے ذریعے بھی مسلسل جاری ہے۔ کیونکہ یہی وہ تعلیمات ہیں جنہیں اپنی روزمرّہ زندگیوں میں جاری کرنے سے نہ صرف منفی خیالات بدظنّی، حسد اور لالچ سے بچا جا سکتا ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی رضا اور اُس کی مخلوق کی خوشنودی حاصل کر کے اپنی ذات، گھر اور معاشرے کو بھی خوشیوں اور امن وآشتی کا گہوارہ بنایا جا سکتا ہے۔ ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ وہ حدیث پیش نظر رکھی جائے جب آنحضور ﷺ نے ایک صحابی کے کمرے میں روشن دان رکھے جانے کی وجہ دریافت فرمائی تو جواب ملا کہ روشنی اور ہوا کے لیے رکھا ہے۔ آپؐ نے کیا ہی خوبصورت ارشاد فرمایا کہ یہ دونوں دنیاوی نعمتیں تو روشن دان رکھنے کے نتیجے میں حاصل ہو ہی جاتی تھیں لیکن اگر تم اپنی نیت یہ کر لیتے کہ اذان کی آواز آئے گی تو ثواب بھی ہو جاتا۔ امر واقعی بھی یہی ہے کہ خدمت خلق کی راہوں پر عاجزی سے چلتے چلے جانے سے لے کر دعوت الی اللہ کے لیے نئے راستے تلاش کرنے تک، بے شک آنحضور ﷺ کی صدق نیت سے اطاعت اور آپ ﷺ کی سنّت کی پیروی کرنا ہی ہمارے لیے رضائے باری تعالیٰ کے حصول کا ذریعہ، فلاح دارین کا باعث، دنیا وآخرت میں حقیقی کامیابی، امن، سکون اور خوشیوں کی ضامن ہو سکتی ہے۔

پس اپنے روزمرہ کام کرتے ہوئے اگر ہم یہ نیت رکھیں کہ اس کا مقصد اپنے اہل وعیال یا دوستوں کی بہتری ہے تا کہ خدا تعالیٰ کی رضا حاصل ہو تو وہی کام جو جسمانی طور پر تکان اور مشقّت کا باعث بن سکتے ہیں، یعنی صرف زاویۂ نظر بدلنے سے انہی کاموں کی انجام دہی ہمارے لیے دلی تسکین کا سامان پیدا کرنے کے علاوہ ہمارے ماحول کو خوشگوار بنا سکتی ہے۔

(محمود احمد ملک)

# درس القرآن

اللہ تعالیٰ زبان کی ایک بڑی خرابی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتا ہے:

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ۔ (المومنون:4)

اور وہ جو لغو سے اعراض کرنے والے ہیں۔

جن لغویات کا تعلق زبان سے ہے اُن میں بدزبانی اور ناواجب سختی بھی شامل ہے۔ اس حوالے سے حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی ارشاد فرماتے ہیں:

...تیسری بات جو قابل ترک ہے وہ سخت کلامی اور درشتی ہے۔ یہ بھی بہت بڑا عیب ہے بہت لوگ ہیں جو اپنے بھائی کے احساسات کا خیال نہیں رکھتے۔ ذرا ذرا سی بات پر گالی دے دیتے ہیں یا سخت کلامی سے پیش آتے ہیں۔ مثلاً بجائے اس کے کہ مجلس میں آ کر کہیں جگہ دیجیے۔ یہ کہہ دیں گے کہ کس طرح لتاں پسار کے بیٹھے ہوئے ہو یعنی پاؤں پھیلا کر کیوں بیٹھے ہو؟ ایسے لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ اگر کسی سے کوئی مطالبہ کریں گے تو سختی سے اور کسی کا کچھ دینا ہوگا تو اس سے بھی لڑیں گے۔ ان میں نرمی، محبت اور آشتی نہیں ہوگی۔ حالانکہ رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ لڑائی، دنگا اور فساد ایسی ناپسندیدہ باتیں ہیں کہ جہاں یہ ہوتی ہیں وہاں سے خدا تعالیٰ کی برکتیں جاتی رہتی ہیں۔...

تم کسی پر درشتی اور سختی نہ کرو بلکہ ہر ایک کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ۔ اس میں دونوں کا فائدہ ہے۔ لیکن اگر ایک درشتی کرتا ہے تو دوسرے کو چاہیے کہ نرمی اختیار کرے۔ اس طرح درشتی کرنے والا خود بخود شرمندہ اور نادم ہوگا اور معافی مانگے گا۔ ورنہ اگر دوسرا بھی درشتی کرے گا اور اس طرح بات بڑھے گی تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دونوں کا ایمان جاتا رہے گا اور دونوں کو نقصان اٹھانا پڑے گا۔

پھر درشت کلامی سے گالیوں پر لوگ اتر آتے ہیں۔ بعض لوگ نمازیں پڑھیں گے، دوسرے فرائض ادا کریں گے، دین کے کاموں میں حصہ لیں گے، لیکن گندی سے گندی ماں بہن کی گالیاں بھی دیں گے اور فساد پھیلائیں گے۔ اس طرح اپنے آپ کو تباہ کریں گے اور دوسروں کو اشتعال دلا کر ان کی بھی عاقبت خراب کریں گے۔ تمہیں چاہیے کہ اس تباہ کن فعل سے بچو اور نرمی کی عادت ڈالو تا کہ خدا تعالیٰ بھی تمہارے سے نرمی سے پیش آئے۔ ورنہ اگر تم خدا تعالیٰ کی مخلوق پر درشتی کرتے ہو تو تم بھی اپنے آپ کو اس بات کا حقدار بناتے ہو کہ خدا تعالیٰ تم پر بھی درشتی کرے۔... اکثر لوگ اپنا رعب داب جمانے کے لیے سختی کرتے ہیں۔ حالانکہ حقیقی رعب سختی سے نہیں بلکہ نرمی سے پڑتا ہے۔ اس لیے نرمی سے ہی کام لینا چاہیے۔

(انوار العلوم جلد 5، صفحہ 436-437)

# حدیث النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ دن (جمعہ) عید ہے جسے اللہ نے مسلمانوں کے لیے بنایا ہے۔ پس جو کوئی جمعہ پر آئے اُسے چاہیے کہ وہ غسل کرے اور جس کے پاس خوشبو ہو وہ خوشبو لگائے اور مسواک کرنا اپنے لیے لازمی کرلو۔

(سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوٰۃ والسنۃ فیھا باب ماجاء فی الزینۃ یوم الجمعہ)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں، جس کے پیچھے بھی چلو گے وہ تمہیں صحیح رستے کی طرف لے جائے گا۔

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح جلد ۱۱ صفحہ ۱۶۲ حدیث ۶۰۱۸ کتاب المناقب باب مناقب الصحابہؓ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۰۰۱ء)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن اپنے کسی حجرے سے نکلے اور مسجد میں داخل ہوئے، آپؐ نے اس میں دو حلقے دیکھے، ایک تلاوت قرآن اور ذکرو دعا میں مشغول تھا اور دوسرا تعلیم و تعلم میں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دونوں حلقے نیکی کے کام میں ہیں، یہ لوگ قرآن پڑھ رہے ہیں اور اللہ سے دعا کر رہے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو انہیں دے اور چاہے تو نہ دے۔ اور یہ لوگ علم سیکھنے اور سکھانے میں مشغول ہیں اور میں تو صرف معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ پھر انہی کے ساتھ بیٹھ گئے۔

(ابن ماجہ، کتاب السنۃ، بابُ فَضْلِ الْعُلَمَاءِ وَالْحَثِّ عَلٰی طَلَبِ الْعِلْمِ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ، وَبِكَ خَاصَمْتُ۔

اَللّٰهُمَّ أَعُوْذُ بِعِزَّتِكَ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَنْ تُضِلَّنِي، أَنْتَ الْحَيُّ الَّذِي لَا تَمُوْتُ، وَالْجِنُّ وَالْإِنْسُ يَمُوْتُوْنَ۔

ترجمہ: اے اللہ! میں نے تیری اطاعت کی اور تجھ پر ایمان لایا اور تجھ پر توکّل کیا اور تیری طرف رجوع کیا اور تیری مدد سے جنگ کی۔ اے اللہ! میں تیرے گمراہ کرنے سے تیری عزت کی پناہ میں آتا ہوں، تیرے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں۔ تُو ہی زندہ ہے جس کو موت نہیں آئے گی اور سب جن اور انس مر جائیں گے۔

(ریاض الصالحین کتاب المقدمات باب الیقین والتوکل)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بدظنی سے بچتے رہو کیونکہ بدظنی سب سے جھوٹی بات ہے۔ آپس میں ایک دوسرے کی برائی کی تلاش میں نہ لگے رہو، نہ ایک دوسرے سے بغض رکھو اور نہ پیٹھ پیچھے کسی کی برائی کرو۔ بلکہ اللہ کے بندے اور بھائی بھائی بن کر رہو۔

(مسلم کتاب البر والصلۃ باب تحریم الظن ... حدیث نمبر ۶۴۳۱)



# امام الکلام۔کلام الامام

## علیہ الصلوٰۃ والسلام

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

اصل میں توکّل ہی ایک ایسی چیز ہے کہ انسان کو کامیاب و بامراد بنا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَنۡ یَّتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسۡبُہٗ (الطلاق: ۴) جو اللہ تعالیٰ پر توکّل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو کافی ہو جاتا ہے بشرطیکہ سچے دل سے توکّل کے اصلی مفہوم کو سمجھ کر صدقِ دل سے قدم رکھنے والا ہو اور صبر کرنے والا اور مستقل مزاج ہو۔ مشکلات سے ڈر کر پیچھے نہ ہٹ جاوے۔

(ملفوظات جلد ۱۰ صفحہ ۲۵۲، ایڈیشن ۱۹۸۴ء)

انسان کو چاہیے کہ تقویٰ کو ہاتھ سے نہ دیوے اور خدا تعالیٰ پر بھروسا رکھے تو پھر اسے کسی قسم کی تکلیف نہیں ہو سکتی۔ خدا تعالیٰ پر بھروسا کے یہ معنے نہیں ہیں کہ انسان تدبیر کو ہاتھ سے چھوڑ دے بلکہ یہ معنے ہیں کہ تدبیر پوری کر کے پھر انجام کو خدا تعالیٰ پر چھوڑے۔ اس کا نام توکّل ہے۔ اگر تدبیر نہیں کرتا اور صرف توکّل کرتا ہے تو اس کا توکّل پھوکا (جس کے اندر کچھ نہ ہو) ہوگا۔ اور اگر نری تدبیر کر کے اس پر بھروسا کرتا ہے اور خدا تعالیٰ پر توکّل نہیں ہے تو وہ تدبیر بھی پھوکی (جس کے اندر کچھ نہ ہو) ہوگی۔

(ملفوظات جلد ۶ صفحہ ۳۳۴، ایڈیشن ۱۹۸۴ء)

ہر ایک شخص جو اپنے تئیں بیعت شدوں میں داخل سمجھتا ہے اس کے لیے اب وقت ہے کہ اپنے مال سے بھی اس سلسلہ کی خدمت کرے۔ جو شخص ایک پیسہ کی حیثیت رکھتا ہے وہ سلسلہ کے مصارف کے لیے ماہ بہ ماہ ایک پیسہ دیوے اور جو شخص ایک روپیہ ماہوار دے سکتا ہے وہ ایک روپیہ ماہوار ادا کرے... ہر ایک بیعت کنندہ کو بقدر وسعت مدد دینی چاہیے تا خدا تعالیٰ بھی انہیں مدد دے۔ اگر بے ناغہ ماہ بہ ماہ ان کی مدد پہنچتی رہے گو تھوڑی مدد ہو تو وہ اس مدد سے بہتر ہے جو مدت تک فراموشی اختیار کر کے پھر کسی وقت اپنے ہی خیال سے کی جاتی ہے۔ ہر ایک شخص کا صدق اس کی خدمت سے پہچانا جاتا ہے۔ عزیزو! یہ دین کے لیے اور دین کی اغراض کے لیے خدمت کا وقت ہے۔ اس وقت کو غنیمت سمجھو کہ پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا۔

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۸۳)

مالی عبادت جس قدر انسان اپنی کوشش سے کر سکتا ہے وہ صرف اس قدر ہے کہ اپنے اموال مرغوبہ میں سے کچھ خدا کے لیے دیوے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اسی سورت میں فرمایا ہے وَمِمَّا رَزَقۡنٰھُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ (البقرۃ: ۴) اور جیسا کہ ایک دوسری جگہ فرمایا ہے لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ (آل عمران: ۹۳) لیکن ظاہر ہے کہ اگر مالی عبادت میں انسان صرف اسی قدر بجا لاوے کہ اپنے اموال محبوبہ مرغوبہ میں سے کچھ خدا تعالیٰ کی راہ میں دیوے تو یہ کچھ کمال نہیں ہے۔ کمال تو یہ ہے کہ ماسویٰ سے بکلّی دست بردار ہو جائے اور جو کچھ اُس کا ہے وہ اُس کا نہیں بلکہ خدا کا ہو جائے یہاں تک کہ جان بھی خدا تعالیٰ کی راہ میں فدا کرنے کے لیے طیار ہو۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۳۹-۱۴۰)



# فرمودات

# سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس

## ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

یہ احساس کہ مَیں احمدی ہوں اور اپنے اندر تبدیلی پیدا کرنی ہے تب ہوگا جب ہر وقت آپ کو یہ فکر رہے گی کہ میرے ہر عمل کو خدا تعالیٰ دیکھ رہا ہے اور جب یہ احساس ہوگا کہ میرے ہر عمل کو، میرے ہر کام کو خدا دیکھ رہا ہے تو پھر اس کی یاد بھی دل میں رہے گی۔ پانچ وقت نمازوں کی طرف بھی توجہ رہے گی اور اس کے باقی احکامات پر عمل کرنے کی طرف بھی توجہ رہے گی۔ اگر اللہ تعالیٰ کی تمام طاقتوں کا احساس رہے گا تو ہر وقت سوتے جاگتے، چلتے پھرتے اس کو یاد رکھیں گے اور اس کے ذکر سے اپنی زبانوں کو تر رکھیں گے۔ اور جب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری زبانیں اس کے ذکر سے چلتے پھرتے تر رہیں گی تو ہر وقت نیکی کی باتوں کا احساس دل میں رہے گا۔ اور یہی نیکی کی باتوں کا احساس ہے جو پھر انسان کے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرتا ہے۔ یہ احساس پاک تبدیلیوں کی طرف توجہ دلاتا ہے۔

تو یہ آیت جو مَیں نے تلاوت کی ہے وَاذۡكُرۡ رَّبَّكَ فِیۡ نَفۡسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِیۡفَةً وَّدُوۡنَ الۡجَهۡرِ مِنَ الۡقَوۡلِ بِالۡغُدُوِّ وَالۡاٰصَالِ وَلَا تَكُنۡ مِّنَ الۡغٰفِلِیۡنَ (الاعراف:۲۰۶) اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے یہ توجہ دلائی ہے کہ عاجزی سے گڑگڑاتے ہوئے اور اللہ کا خوف دل میں قائم رکھتے ہوئے اللہ کا ذکر کرتے رہو اور صبح شام اس کی پناہ مانگو، اس سے مدد طلب کرو کہ وہ تمہیں صحیح راستے پر چلائے۔ اگر تم اس طرح نہیں کرو گے تو تم غافلوں میں شمار ہو گے۔ اور جیسا کہ ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ جو دم غافل سو دم کافر۔ تو اسلام قبول کرنے کے بعد، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادقؑ کی جماعت میں داخل ہونے کے بعد پھر یہ غفلتیں! بڑی فکرمندی کی بات ہے۔

پس ہمیں صبح و شام اللہ کے ذکر میں مشغول رہنے اور اُس کے حکموں پر عمل کرتے ہوئے اپنی زندگی گزارنے کی کوشش کرنی چاہیے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ہمارے دن ڈرتے ڈرتے بسر ہونے چاہئیں یعنی یہ فکر ہو کہ اللہ ہماری کسی زیادتی کی وجہ سے ہم سے ناراض نہ ہو جائے اور جب یہ فکر ہو گی تو یقیناً اللہ تعالیٰ کا خوف بھی دل میں رہے گا اور اس کی یاد بھی دل میں رہے گی، اس کا ذکر بھی زبان پر رہے گا اور اس کے احکامات پر عمل کرنے کی کوشش بھی رہے گی، اس کی مخلوق سے اچھے تعلقات رکھنے کی طرف توجہ بھی رہے گی، نظام جماعت سے تعلق بھی رہے گا، خلافت سے وفا کا تعلق بھی رہے گا۔ تو یہ ساری باتیں اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھنے کی وجہ سے پیدا ہوں گی۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۵؍مئی ۲۰۰۶ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل ۲۶؍مئی ۲۰۰۶ء)

# حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانا کیوں ضروری ہے؟

(عثمان احمد علی۔ مجلس برنٹ وُڈ)

حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ السلام کی بعثت اور آمد کے بارہ میں قرآن کریم اور احادیثِ نبویہ میں بہت ساری پیشگوئیاں ہیں جن میں آپؑ کی بیعت کرنے، آپؑ کوسلام پہنچانے اور آپؑ کے ساتھ چمٹ جانے کا تذکرہ ہوا ہے۔

## قرآن کریم میں حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کا تذکرہ

وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔ (الجمعۃ:4)

ترجمہ: اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی اُن سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔

اس آیت کے نزول پر صحابہؓ نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ وہ کون لوگ ہیں تو آپؐ نے حضرت سلمان فارسیؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے فرمایا: ''لَوْ كَانَ الْإِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهُ رِجَالٌ۔ أَوْ رَجُلٌ۔ مِنْ هٰؤُلَاءِ''

(صحیح البخاری کتاب التفسیر، سورۃ الجمعۃ، باب قولہ: ﴿وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ﴾، روایت نمبر 4897)

ترجمہ: اگر ایمان ثریا ستارے پر بھی ہوا تو اس (یعنی حضرت سلمان فارسیؓ کی نسل میں) سے اسے کئی افراد یا ایک شخص واپس لائے گا۔

حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ السلام سورۃ الجمعۃ کی مذکورہ بالا آیت کے حوالہ سے بیان فرماتے ہیں:

''حدیث صحیح میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس آیت کی تفسیر کے وقت سلمان فارسی کے کاندھے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا لَوْ كَانَ الْإِيْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَيَّا لَنَالَهُ رَجُلٌ مِّنْ فَارِس یعنی اگر ایمان ثریّا پر یعنی آسمان پر بھی اُٹھ گیا ہوگا تب بھی ایک آدمی فارسی الاصل اُس کو واپس لائے گا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ ایک شخص آخری زمانہ میں فارسی الاصل پیدا ہوگا۔ اس زمانہ میں جس کی نسبت لکھا گیا ہے کہ قرآن آسمان پر اُٹھایا جائے گا۔ یہی وہ زمانہ ہے جو مسیح موعود کا زمانہ ہے۔ اور یہ فارسی الاصل وہی ہے جس کا نام مسیح موعود ہے کیونکہ صلیبی حملہ جس کے توڑنے کے لیے مسیح موعود کو آنا چاہیے وہ حملہ ایمان پر ہی ہے۔''

(ایام الصلح، روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 304)

وَإِذَا الرُّسُلُ أُقِّتَتْ۔ (المرسلات:12)

ترجمہ: اور جب رسول مقررہ وقت پر لائے جائیں گے۔

حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ السلام فرماتے ہیں:

''یہ اشارہ درحقیقت مسیح موعود کے آنے کی طرف ہے اور اِس بات کا بیان مقصود ہے کہ وہ عین وقت پر آئے گا۔'' (شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 319)

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ (النور:56)

ترجمہ: تم میں سے جولوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لیے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لیے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے، میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ السلام فرماتے ہیں:

''مماثلت تامہ کاملہ استخلاف محمدی ﷺ کی استخلاف موسوی سے مسیح موعود کا آنا ضروری ٹھہراتی ہے جیسا کہ آیت مندرجہ ذیل سے مفہوم ہوتا ہے یعنی آیت وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ صاف بتلا رہی ہے کہ ایک مجدّد حضرت مسیح کے نام پر چودھویں صدی میں آنا ضروری ہے کیوں کہ امرِ استخلافِ محمدی امرِ استخلافِ موسوی سے اسی حالت میں اکمل اور اتم مشابہت پیدا کرسکتا ہے کہ جب کہ اول زمانہ اور آخری زمانہ باہم نہایت درجہ کی مشابہت رکھتے ہوں۔''

(شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 363-364)

## احادیث میں حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کے بارہ میں پیشگوئیاں

احادیث میں آخری زمانہ میں مامور من اللہ کی بعثت کے بارہ میں بے شمار روایات میں سے چند ایک یوں ہیں:

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ، وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ

(صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب نزول عیسی ابن مریمؑ، حدیث نمبر 3449)

حضرت ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ کیسے ہوگے جب ابن مریم تم میں نازل ہوں گے اور تم میں سے تمہارے امام ہوں گے۔

الفاظ کے فرق کے ساتھ صحیح مسلم میں یہ روایت ہے کہ: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ فِيكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ فَأَمَّكُمْ مِنْكُمْ؟

(صحیح المسلم، کتاب الإیمان، باب نزول عیسى ابن مريم حاكما بشريعة نبينا محمد ﷺ، حدیث نمبر 155)

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ کیسے ہو گے جب ابن مریم تم میں نازل ہوں گے اور تمہاری امامت کروائیں گے۔

أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيِّبِ، سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزِلَ فِيكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا، فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ، وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيرَ، وَيَضَعَ الْحَرْبَ، وَيَفِيضَ الْمَالُ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ، حَتَّى تَكُونَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا۔

(صَحِيحُ الْبُخَارِيُّ، كِتَابُ أَحَادِيثِ الْأَنْبِيَاءِ، بَابُ نُزُولِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ، جلد اول، صفحہ 490، قدیمی کتب خانہ، کراچی، سن اشاعت 1961ء)

سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے قریب ہے کہ ابن مریم حَکَمْ وعَدْل ہو کر تم میں نازل ہوں گے۔ پس وہ صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور جنگ کو موقوف کر دیں گے اور بکثرت مال تقسیم کریں گے یہاں تک کہ کوئی اسے قبول نہیں کرے گا۔ یہاں تک کہ ایک سجدہ دنیا و مافیھا سے بہتر ہوگا۔

عَنْ ثَوْبَانَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: يَقْتَتِلُ عِنْدَ كَنْزِكُمْ ثَلَاثَةٌ، كُلُّهُمُ ابْنُ خَلِيفَةٍ، ثُمَّ لَا يَصِيرُ إِلَى وَاحِدٍ مِنْهُمْ، ثُمَّ تَطْلُعُ الرَّايَاتُ السُّودُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ، فَيَقْتُلُونَكُمْ قَتْلًا لَمْ يُقْتَلْهُ قَوْمٌ - ثُمَّ ذَكَرَ شَيْئًا لَا أَحْفَظُهُ فَقَالَ: فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَبَايِعُوهُ وَلَوْ حَبْوًا عَلَى الثَّلْجِ، فَإِنَّهُ خَلِيفَةُ اللهِ الْمَهْدِيُّ"

(سنن ابن ماجہ کتاب الفتن باب خروج المهدی روایت نمبر 4084)

حضرت ثوبانؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے ایک خزانے کے پاس تین (شخص) لڑائی کریں گے۔ ان میں سے ہر ایک خلیفہ کا بیٹا ہوگا۔ لیکن وہ کسی ایک کو نہیں ملے گا۔ پھر مشرق سے سیاہ جھنڈے بلند ہوں گے اور وہ تمہیں اس طرح قتل کریں گے کہ کوئی قوم اس طرح قتل نہیں کی گئی۔ پھر کچھ اور بیان کیا جو مجھے یاد نہیں۔ پھر فرمایا جب تم اس کو دیکھو تو اس کی بیعت کرو خواہ برف پر گھٹنوں کے بل چل کر کیونکہ وہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے۔

☆ نواب صدیق حسن خان صاحب ایک روایت یوں لکھتے ہیں کہ:

در فوائد الاخبار بسند خود از مالك بن انس از محمد بن منکدر از جابر آورده که گفت رسول خدا صلعم مَنْ كَذَّبَ بِالْمَهْدِيِّ فَقَدْ كَفَرَ...

(آثار القیامۃ فی حجج الکرامۃ از نواب صدیق حسن خان صاحب صفحہ 351)

فوائد الاخبار میں مروی ہے کہ حضرت جابرؓ نے بیان کیا کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا جس نے مہدی کو جھٹلایا تو اس نے کفر کیا...

☆ آنحضرت ﷺ نے صرف دو ہی افراد کو سلام پہنچانے کا ارشاد فرمایا ہے۔ ایک یمن میں حضرت اویس قرنیؓ کو اور دوسرا حضرت امام مہدیؑ کو۔ چنانچہ ایک روایت میں ہے: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهُ قَالَ: ''إِنِّي لَأَرْجُو إِنْ طَالَ بِي عُمُرٌ أَنْ أَلْقَى عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ، فَإِنْ عَجِلَ بِي مَوْتٌ، فَمَنْ لَقِيَهُ مِنْكُمْ فَلْيُقْرِئْهُ مِنِّي السَّلَامَ۔''

(مُسْنَدُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ جلد 3 صفحہ 182 مُسْنَدُ أَبِي هُرَيْرَةَ، حدیث نمبر 7957 عالم الکتب بیروت)

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: میں امید رکھتا ہوں کہ اگر میری عمر لمبی ہوئی تو میں عیسیٰ بن مریم سے ملوں گا اور اگر مجھے جلدی موت آ گئی تو تم لوگوں میں سے جو شخص بھی اس کو پائے اسے میری طرف سے سلام پہنچائے۔

☆ عَنْ مُعَاوِيَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَنْ مَاتَ بِغَيْرِ إِمَامٍ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً یعنی حضرت معاویہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص امام کے بغیر مر گیا اس کی موت جاہلیت کی موت ہوئی۔

(مسند معاویۃ بن ابی سفیان، روایت نمبر 17000،
مسند احمد بن حنبل جلد 5 صفحہ 766، عالم الکتب بیروت 1998ء)

بانی دیوبند مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحب بیان کرتے ہیں: ''ایک وقت آئے گا جب امام مہدی علیہ السلام بھی پیدا ہوں گے اور اس وقت جو اُن کی اتباع نہ کرے گا اور امام پہچان کران کی پیروی نہ کرے گا وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔''

(قاسم العلوم مع اردو ترجمہ انوار النجوم صفحہ 100، مترجم محمد انوار الحسن شیرکوٹی، ناشران قرآن لمیٹڈ لاہور)

## بزرگانِ اُمّت کی خواہش

صحابہؓ کرام اور بزرگان امت، رسول اللہ ﷺ کا سلام پہنچانے کے لیے نہ صرف بے قرار رہے بلکہ اپنی نسلوں کو بھی اس کی نصیحت کرتے رہے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں: ''میری جان اس پر قربان ہو۔ اے میرے بیٹو اسے تنہا نہ چھوڑ دینا اور جلدی سے اس کے ساتھ ہو جانا۔'' (شرح دیوان علی جلد 2 صفحہ 97)

حضرت ابوہریرہؓ نے اپنے عزیزوں کو نصیحت کی کہ اگر تمہارے زمانے میں عیسیٰ بن مریم آ جائیں تو انہیں کہنا کہ ابوہریرہ آپ کو سلام کہتا ہے۔

(الدر المنثور جلد 2 صفحہ 245)

مصنف اقتراب الساعۃ نور الحسن خان صاحب ابن نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں: ''تم میں سے جو کوئی عیسیٰ کو پاوے وہ ان سے میرا اسلام کہے یہ خطاب ہے ساری امت کو۔ میں بھی ایک فرد اسی امت کا ہوں اگر میں نے ان کو پایا تو سب سے پہلے میں ہی ان شاء اللہ سلام رسول ﷺ کا پہنچاؤں گا ورنہ میری اولاد میں سے جو کوئی ان کو پاوے بڑی حرص سے سلام نبوت کو ان تک پہنچادے تا کہ پھر لشکر کتائب محمدیہ میں سے میں ہی ہوں یا میری اولاد ہو۔''

(اقتراب الساعۃ از نور الحسن خان از صفحہ 194 مطبوعہ مفید علم الکائنۃ آگرہ، 1301 ہجری)

بارھویں صدی کے مجدد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی صاحب بیان کرتے ہیں: ''اس فقیر (شاہ ولی اللہ دہلویؒ) کی بڑی آرزو ہے کہ اگر حضرت روح اللہ (علیہ السلام) کا زمانہ پاوے تو پہلا شخص جو سلام پہنچاوے وہ میں ہی ہوں۔ اور اگر وہ زمانہ مجھے نہ ملے تو میری اولاد یا متبعین میں سے جو کوئی اس مبارک زمانے کو پاوے وہ (رسول اللہ ﷺ کے) سلام پہنچانے کی بہت آرزو کرے کیونکہ ہم لشکر محمدیہ کے آخری لشکر میں سے ہوں گے۔''

(مجموعہ وصایا اربعہ صفحہ 84 وصیت ہشتم، اکادیمیۃ الشاہ ولی اللہ الدھلوی، 1964ء)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اسی امر کا تذکرہ کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں: ''اگر تم ایماندار ہو تو شکر کرو اور شکر کے سجدات بجالاؤ کہ وہ زمانہ جس کا انتظار کرتے کرتے تمہارے بزرگ آباء گزر گئے اور بے شمار روحیں اس کے شوق میں ہی سفر کر گئیں وہ وقت تم نے پا لیا۔ اَب اس کی قدر کرنا یا نہ کرنا اور اس سے فائدہ اٹھانا یا نہ اٹھانا تمہارے ہاتھ میں ہے۔'' (فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 7)

ایک اور جگہ حضورؑ بیان فرماتے ہیں: ''اے عزیزو! تم نے وہ وقت پایا ہے جس کی بشارت تمام نبیوں نے دی ہے اور اس شخص کو یعنی مسیح موعود کو تم نے دیکھ لیا جس کے دیکھنے کے لیے بہت سے پیغمبروں نے بھی خواہش کی تھی۔ اس لیے

اب اپنے ایمانوں کو خوب مضبوط کرو اور اپنی راہیں درست کرو اپنے دلوں کو پاک کرو اور اپنے مولیٰ کو راضی کرو۔‘‘ (اربعین نمبر4، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 442)

ان حوالہ جات سے یہ امر بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت اور آمد قرآن کریم، نبی کریم ﷺ کے اقوالِ مبارکہ، بزرگانِ سلف کی پیشگوئیوں کے عین مطابق تھی۔ اب جو بھی مسلمان قرآن کریم کو مانتا ہے اور نبی کریم ﷺ کی پیروی کرتا ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ حضرت اقدسؑ پر اور آپؑ کے دعاوی پر ایمان لائے۔ جس شخص کی بعثت کا اتنا زیادہ تذکرہ ہو اور تیرہ سو سال کے بزرگانِ سلف بھی اس کا انتظار کرتے کرتے اللہ کو پیارے ہو گئے ہوں تو وہ شخص کتنا ہی عظیم المرتبت اور بلند شان والا ہوگا۔

## انبیاء علیہم السلام اور حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کا مقصد

انبیاء علیہم السلام کی آمد کا جو مقصد تھا وہی حضرت اقدسؑ کی آمد کا تھا اور جو آپؑ کو ردّ کرتا ہے گویا وہ تمام انبیاء کو ردّ کرتا ہے۔ حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں: ’’انبیاء علیہم السلام کے دنیا میں آنے کی سب سے بڑی غرض اور ان کی تعلیم اور تبلیغ کا عظیم الشان مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگ خدا تعالیٰ کو شناخت کریں اور اس زندگی سے جو انہیں جہنم اور ہلاکت کی طرف لے جاتی ہے اور جس کو گناہ آلود زندگی کہتے ہیں نجات پائیں۔ حقیقت میں یہی بڑا بھاری مقصد اُن کے آگے ہوتا ہے۔‘‘
(ملفوظات جلد دوم صفحہ 352-353 ایڈیشن 2022ء)

نیز فرمایا: ’’جو شخص اُترنے والا تھا وہ عین وقت پر اُتر آیا اور آج تمام نوشتے پورے ہو گئے۔ تمام نبیوں کی کتابیں اِسی زمانہ کا حوالہ دیتی ہیں ...... تمام نشانوں کے بعد جو شخص مجھے ردّ کرتا ہے وہ مجھے نہیں بلکہ تمام نبیوں کو ردّ کرتا ہے اور خدا تعالیٰ سے جنگ کر رہا ہے۔ اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اس کے لیے بہتر تھا۔‘‘
(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 24-25)

مخالفین اور مکفّرین کا تذکرہ کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں:

’’جو لوگ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کے مرسل کو نہیں مانتے وہ خدا تعالیٰ کی عدولِ حکمی کرتے ہیں... اِس زمانہ کے لوگ جو نہ صرف ہمارے مخالف ہیں بلکہ ہم کو کافر قرار دیتے ہیں وہ بموجب حدیث نبویؐ مومن کو کافر کہہ کر خود کافر بنتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچ نہیں سکتے۔‘‘ (ملفوظات جلد 9 صفحہ 194 ایڈیشن 2022ء)

نیز فرمایا: ’’میرا انکار میرا انکار نہیں ہے بلکہ یہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار ہے۔ کیونکہ جو میری تکذیب کرتا ہے وہ میری تکذیب سے پہلے معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ کو جھوٹا ٹھہرالیتا ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 242 ایڈیشن 2022ء)

حضرت اقدسؑ کی بعثت سے قبل زمانہ بزبانِ حال خود ایک مصلح اور موعود کو پکار رہا تھا۔ چنانچہ علامہ سید ابوالحسن ندوی صاحب اپنی تصنیف ’’تاریخ دعوت وعزیمت‘‘ میں لکھتے ہیں:

’’اس وقت ایک ایسے شخص اور جماعت کی ضرورت تھی جو دین وعلم اور صلاحیتوں کے اس بچے کھچے سرمائے سے وقت پر کام لے لے اور اس کو ٹھکانے لگائے، جو خانقاہوں کا حال اور درسگاہوں کا قالْ، وہاں کی حرارت اور یہاں کی روشنی سارے ملک میں عام کر دے، جس کے جلْو میں چلتی پھرتی خانقاہیں ہوں اور دوڑتے بھاگتے مدرسے، گھوڑوں کی پیٹھ پر عالم ہوں اور محرابوں میں مجاہد۔ جو دلوں کی بجھتی ہوئی انگیٹھیاں دوبارہ دَہکا دے... ہر پُرزے کو دین کی مشین میں لگائے اور اپنی اصلی جگہ پر جمائے، پھر ہٹی ہوئی چُوْل کو اپنی جگہ پر لا کر ساری مشین کو اس طرح حرکت دے کہ زندگی کا پورا محور گھوم جائے۔ جو شخص ان اوصاف کا جامع ہو اس کو اسلام کی بلیغ ومُعْجِز اصطلاح میں ’’امام‘‘ کہتے ہیں اور اس کی جگہ تیرھویں صدی کے تمام اہل کمال اور مشاہیر رِجَال کی موجودگی میں خالی تھی۔‘‘
(تاریخ دعوت وعزیمت حصہ ششم جلد اول صفحہ 83-84 مطبوعہ مجلس نشریات اسلام کراچی ایڈیشن 2005)

حضرت اقدسؑ کی بعثت ضرورتِ زمانہ کے مطابق ہوئی۔ آپؑ نے مختلف جگہوں پر اپنی بعثت کا مقصد یوں بیان فرمایا ہے:

’’توحید حقیقی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عفّت، عزّت اور حقّانیت اور کتاب اللہ کے منجانب اللہ ہونے پر ظلم اور زُور کی راہ سے حملے کیے گئے ہیں تو کیا خدا تعالیٰ کی غیرت کا تقاضا نہیں ہونا چاہیے کہ اس کا سر الصلیب کو نازل کرے؟ کیا خدا تعالیٰ اپنے وعدہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر:10) کو بھول گیا؟ یقیناً یاد رکھو کہ خدا کے وعدے سچے ہیں۔ اس نے اپنے وعدہ کے موافق دنیا میں ایک نذیر بھیجا ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 190 ایڈیشن 2022ء)

’’مَیں اس لیے بھیجا گیا ہوں کہ تا ایمانوں کو قوی کروں اور خدا تعالیٰ کا وجود لوگوں پر ثابت کر کے دکھلاؤں کیونکہ ہر ایک قوم کی ایمانی حالتیں نہایت کمزور ہو گئی ہیں اور عالم آخرت صرف ایک افسانہ سمجھا جاتا ہے...... میں بھیجا گیا ہوں کہ تا سچائی اور ایمان کا زمانہ پھر آوے اور دلوں میں تقویٰ پیدا ہو۔‘‘
(کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 291 تا 293 حاشیہ)

’’خدائے تعالیٰ نے اس زمانہ کو تاریک پا کر اور دنیا کو غفلت اور کفر اور شرک میں غرق دیکھ کر اور ایمان اور صدق اور تقویٰ اور راستبازی کو زائل ہوتے ہوئے مشاہدہ کر کے مجھے بھیجا ہے تا کہ وہ دوبارہ دنیا میں علمی اور عملی اور اخلاقی اور ایمانی سچائی کو قائم کرے اور تا اسلام کو ان لوگوں کے حملہ سے بچائے جو فلسفیت اور نیچریّت اور اباحت اور شرک اور دہریت کے لباس میں اس الٰہی باغ کو کچھ نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔‘‘ (آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 251)

’’خدا نے مجھے دنیا میں اس لیے بھیجا کہ تا مَیں حلم اور خلق اور نرمی سے گم گشتہ لوگوں کو خدا اور اس کی پاک ہدایتوں کی طرف کھینچوں اور وہ نور جو مجھے دیا گیا ہے اس کی روشنی سے لوگوں کو راہِ راست پر چلاؤں۔‘‘
(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 143)

’’میرے آنے کی غرض بھی وہی مشترک غرض ہے جو سب نبیوں کی تھی۔ یعنی مَیں بتانا چاہتا ہوں کہ خدا کیا ہے؟ بلکہ دکھانا چاہتا ہوں اور گناہ سے بچنے کی راہ کی طرف راہبری کرتا ہوں۔‘‘ (ملفوظات جلد دوم صفحہ 353 ایڈیشن 2022ء)

’’خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا۔ ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لیے میں دنیا میں بھیجا گیا۔‘‘ (رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 306-307)

## حضرت اقدسؑ کی بیعت کرنے والے جن چیزوں سے امن میں ہیں اور جن چیزوں میں وہ ترقی کرتے ہیں

وہ خوش قسمت جنہوں نے آپؑ کو مسیح موعودؑ مان لیا، کن خطرناک چیزوں سے امن اور سلامتی میں ہیں۔ ان کا ذکر کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں:

’’یہ بات نہایت صاف اور روشن ہے کہ جنہوں نے اس عاجز کا مسیح موعود ہونا مان لیا ہے وہ لوگ ہر یک خطرہ کی حالت سے محفوظ اور معصوم ہیں اور کئی طرح کے

ثواب اور اجر اور قوتِ ایمانی کے وہ مستحق ٹھہر گئے ہیں۔

اوّل یہ کہ انہوں نے اپنے بھائی پر حُسنِ ظن کیا ہے اور اس کو مفتری یا کذّاب نہیں ٹھہرایا اور اس کی نسبت کسی طرح کے شکوک فاسدہ کو دل میں جگہ نہیں دی۔ اس وجہ سے اس ثواب کا انہیں استحقاق حاصل ہوا کہ جو بھائی پر نیک ظن رکھنے کی حالت میں ملتا ہے۔

دوسری یہ کہ وہ حق کے قبول کرنے کے وقت کسی ملامت کنندہ کی ملامت سے نہیں ڈرے اور نہ نفسانی جذبات اُن پر غالب ہو سکے۔ اِس وجہ سے وہ ثواب کے مستحق ٹھہر گئے کہ انہوں نے دعوتِ حق کو پا کر ایک ربّانی منادی کی آواز سُن کر پیغام کو قبول کرلیا اور کسی طرح کی روک سے رُک نہیں سکے۔

تیسری یہ کہ پیشگوئی کے مصداق پر ایمان لانے کی وجہ سے وہ ان تمام وساوس سے مخلصی پا گئے کہ جو انتظار کرتے کرتے ایک دن پیدا ہو جاتے ہیں اور آخر یاس کی حالت میں ایمان دُور ہو جانے کا موجب ٹھہرتے ہیں اور ان سعید لوگوں نے نہ صرف خطرات مذکورہ بالا سے مخلصی پائی بلکہ خدائے تعالیٰ کا ایک نشان اور اس کے نبیؐ کی پیشگوئی اپنی زندگی میں پوری ہوتی دیکھ کر ایمانی قوت میں بہت ترقی کر گئے اور ان کے سماعی ایمان پر ایک معرفت کا رنگ آ گیا۔ اب وہ ان تمام حیرتوں سے چھوٹ گئے جو اِن پیشگوئیوں کے بارے میں دلوں میں پیدا ہوا کرتی ہیں جو پوری ہونے میں نہیں آتیں۔

چوتھی یہ کہ وہ خدائے تعالیٰ کے بھیجے ہوئے بندہ پر ایمان لا کر اُس سُخط اور غضبِ الٰہی سے بچ گئے جو ان نافرمانوں پر ہوتا ہے کہ جن کے حصّہ میں بجز تکذیب و انکار کے اَور کچھ نہیں۔

پانچویں یہ کہ وہ ان فیوض اور برکات کے مستحق ٹھہر گئے جو ان مخلص لوگوں پر نازل ہوتے ہیں جو حسنِ ظن سے اُس شخص کو قبول کر لیتے ہیں کہ جو خدائے تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔

یہ تو وہ فوائد ہیں کہ جو ان شاء اللہ الکریم ان سعید لوگوں کو بفضلہ تعالیٰ ملیں گے جنہوں نے اِس عاجز کو قبول کرلیا ہے لیکن جو لوگ قبول نہیں کرتے وہ اُن تمام سعادتوں سے محروم ہیں اور اُن کا یہ وہم بھی لغو ہے کہ قبول کرنے کی حالت میں نقصانِ دین کا اندیشہ ہے۔'' (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد3 صفحہ 186-187)

''جو شخص مجھے قبول کرتا ہے وہ تمام انبیاء اور اُن کے معجزات کو بھی نئے سرے قبول کرتا ہے۔ اور جو شخص مجھے قبول نہیں کرتا اس کا پہلا ایمان بھی کبھی قائم نہیں رہے گا۔ کیونکہ اس کے پاس نِرے قصّے ہیں نہ مشاہدات۔ خدانمائی کا آئینہ مَیں ہوں جو شخص میرے پاس آئے گا اور مجھے قبول کرے گا وہ نئے سرے اُس خدا کو دیکھ لے گا جس کی نسبت دوسرے لوگوں کے ہاتھ میں صرف قصّے باقی ہیں۔''

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد18 صفحہ 462-463)

''مَیں ہر ایک مسلمان کی خدمت میں نصیحتاً کہتا ہوں کہ اسلام کے لیے جاگو کہ اسلام سخت فتنہ میں پڑا ہے۔ اس کی مدد کرو کہ اب یہ غریب ہے اور مَیں اسی لیے آیا ہوں اور مجھے خدا تعالیٰ نے علمِ قرآن بخشا ہے اور حقائق معارف اپنی کتاب کے میرے پر کھولے ہیں اور خوارق مجھے عطا کیے ہیں۔ سو میری طرف آؤ تا اس نعمت سے تم بھی حصّہ پاؤ۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ مَیں خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا ہوں۔''

(برکات الدعاء، روحانی خزائن جلد6 صفحہ 36-37)

''اِس تاریکی کے زمانہ کا نور مَیں ہی ہوں۔ جو شخص میری پیروی کرتا ہے وہ ان گڑھوں اور خندقوں سے بچایا جائے گا جو شیطان نے تاریکی میں چلنے والوں کے لیے تیار کیے ہیں۔ مجھے اس نے بھیجا ہے کہ تا مَیں امن اور حلم کے ساتھ دنیا کو سچّے خدا کی طرف رہبری کروں اور اسلام میں اخلاقی حالتوں کو دوبارہ قائم کر دوں۔''

(مسیح ہندوستان میں، روحانی خزائن جلد15 صفحہ13)

''اس زمانہ کا حصن حصین مَیں ہوں۔ جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چوروں اور قزاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا۔ مگر جو شخص میری دیواروں سے دُور رہنا چاہتا ہے ہر طرف سے اس کو موت درپیش ہے اور اس کی لاش بھی سلامت نہیں رہے گی۔ مجھ میں کون داخل ہوتا ہے؟ وہی جو بدی کو چھوڑتا ہے اور نیکی کو اختیار کرتا ہے اور کجی کو چھوڑتا اور راستی پر قدم مارتا ہے اور شیطان کی غلامی سے آزاد ہوتا اور خدا تعالیٰ کا ایک بندۂ مطیع بن جاتا ہے۔ ہر ایک جو ایسا کرتا ہے وہ مجھ میں ہے اور مَیں اُس میں ہوں۔'' (فتح اسلام، روحانی خزائن جلد3 صفحہ 34-35)

## حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خود اس امر کی وضاحت فرمانا کہ آپؑ پر ایمان لانا کیوں ضروری ہے

25؍اکتوبر 1905ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام دہلی میں مقیم تھے۔ چند مولوی اور طلبہ آئے۔ حضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم نمازیں پڑھتے ہیں۔ روزے رکھتے ہیں۔ قرآن اور رسول کو مانتے ہیں۔ آپ کو ماننے کی کیا ضرورت ہے؟ اس پر حضرت اقدسؑ نے فرمایا: ''انسان جو کچھ اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت کرتا ہے وہ سب موجبِ معصیت ہوجاتا ہے۔ ایک ادنیٰ سپاہی سرکار کی طرف سے کوئی پروانہ لے کر آتا ہے تو اس کی بات نہ ماننے والا مجرم قرار دیا جاتا ہے اور سزا پاتا ہے۔ مجازی حکام کا یہ حال ہے تو احکم الحاکمین کی طرف سے آنے والے کی بے عزتی اور بے قدری کرنا کس قدر عدولِ حکمی اللہ تعالیٰ کی ہے۔ خدا تعالیٰ غیور ہے۔ اس نے مصلحت کے مطابق عین ضرورت کے وقت بگڑی ہوئی صدی کے سر پر ایک آدمی بھیجا تا کہ وہ لوگوں کو ہدایت کی طرف بلائے۔ اس کے تمام مصالح کو پاؤں کے نیچے کچلنا ایک بڑا گناہ ہے۔ کیا یہودی لوگ نمازیں نہیں پڑھا کرتے تھے۔ بمبئی کے ایک یہودی نے ہم کو لکھا کہ ہمارا خدا وہی ہے جو مسلمانوں کا خدا ہے اور قرآن شریف میں جو صفات بیان ہیں وہی صفات ہم بھی مانتے ہیں۔ تیرہ سو برس سے اب تک ان یہودیوں کا وہی عقیدہ چلا آتا ہے مگر باوجود اس عقیدہ کے ان کو سؤر اور بندر کہا گیا۔ صرف اس واسطے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ مانا۔ انسان کی عقل خدا کی مصلحت سے نہیں مل سکتی۔ آدمی کیا چیز ہے جو مصلحتِ الٰہی سے بڑھ کر سمجھ رکھنے کا دعویٰ کرے۔ خدا کی مصلحت اس وقت بدیہی اور اجلیٰ ہے۔ اسلام میں سے پہلے ایک شخص بھی مرتد ہوجاتا تھا تو ایک شور بپا ہوجاتا تھا۔ اب اسلام کو ایسا پاؤں کے نیچے کچلا گیا ہے کہ ایک لاکھ مرتد موجود ہے۔ اسلام جیسے مقدس مطہر مذہب پر اس قدر حملے کیے گئے ہیں کہ ہزاروں لاکھوں کتابیں آنحضرت کو گالیاں سے بھری ہوئی شائع کی جاتی ہیں۔ بعض رسالے کئی کروڑ تک چھپتے ہیں۔ اسلام کے برخلاف جو کچھ شائع ہوتا ہے اگر سب کو ایک جگہ جمع کیا جائے تو ایک بڑا پہاڑ بنتا ہے۔ مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ گویا ان میں جان ہی نہیں اور سب کے سب مرہی گئے ہیں۔ اس وقت اگر خدا بھی خاموش رہے تو پھر کیا حال ہوگا۔ خدا کا ایک حملہ انسان کے ہزار حملہ سے بڑھ کر ہے اور وہ ایسا ہے کہ اس سے دین کا بول بالا ہوجائے گا۔''

(ملفوظات جلد8 صفحہ 19-20 ایڈیشن 2022ء)

اسی شام کو حضرت اقدسؑ نے مصلح کی ضرورت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''اسلام پر یہ کیسا مصیبت کا زمانہ ہے۔ اندرونی مصائب بھی بے انتہا ہیں اور بیرونی بھی بے حد ہیں۔ پھر یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ اس وقت کسی مصلح کی ضرورت نہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نمازیں پڑھتے ہیں اور روزے رکھتے ہیں پھر ہم کو کسی مصلح کی کیا ضرورت ہے مگر نہیں سمجھتے کہ جب تک خدا کی رحمت نہ ہو وہ رقت اور درد پیدا نہیں ہو سکتا جو انسان کے دل کو صاف کرتا ہے۔ چاہیے کہ بہت دعائیں کریں۔ صرف بحث کرنے والا فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ وہ نہیں دیکھتے کہ اسلام پر کس طرح کے مصائب نازل ہیں۔ وہ خیال کرتے ہیں کہ اسلام کو گویا خدا نے فراموش کر دیا ہے۔ دہلی کے لوگ ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ لڑنے کو آئے ہیں۔ حق طلبی کا انہیں خیال نہیں۔ حلق کے نیچے بات تب اترتی ہے جب حلق صاف ہو۔ دوائی کا بھی یہی حال ہے کہ جب تک حلق صاف نہ ہو اور معدہ بھی صاف نہ ہو دوائی کا اثر نہیں ہو سکتا۔ دوائی قے ہو جاتی ہے یا ہضم نہیں ہوتی۔''

(ملفوظات جلد8 صفحہ24 ایڈیشن2022ء)

27؍اکتوبر 1905ء کو چند مولوی اور مدرسہ طِبّیہ کے طالب علم حضرت اقدسؑ سے ملاقات کے لیے حاضر ہوئے۔ ان کے ساتھ مختلف امور کی بابت گفتگو ہوئی۔ ایک طالب علم نے آپؑ سے سوال کیا: آپ کے مخالف کو کافر کیوں کہا جائے گا؟ اس کا جواب دیتے ہوئے آپؑ نے فرمایا: ''کفر کے معنے ہیں انکار کرنا۔ جب یہ لوگ مامور من اللہ کو نہیں مانتے اور گالیاں دیتے ہیں اور انکار کرتے ہیں تو بات یہاں تک نہیں رہتی بلکہ ایک فتح الباب ہوتا ہے اور زبان کھل جاتی ہے اور رفتہ رفتہ توفیق اعمال کی جاتی رہتی ہے۔''

(ملفوظات جلد8 صفحہ40، ایڈیشن2022ء)

27؍اکتوبر 1905ء کو پھر حضرت اقدسؑ کی خدمت میں سوال پیش ہوا کہ جب ہم لوگ نماز پڑھتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں اور شریعت کے دیگر امور کی پیروی کرتے ہیں تو صرف آپ کو نہ ماننے کے سبب کیا حرج ہو سکتا ہے؟ حضرت اقدسؑ نے فرمایا: ''میں نے اس بات کا جواب کئی دفعہ دیا ہے۔ ہم قال اللہ اور قال الرسول کو مانتے ہیں۔ پھر خدا تعالیٰ کی وحی کو مانتے ہیں۔ میرا آنا اللہ اور رسولؐ کے وعدے کے مطابق ہے۔ جو شخص خدا اور رسول کی ایک بات مانتا ہے اور دوسری نہیں مانتا وہ کس طرح کہہ سکتا ہے کہ میں خدا پر ایمان لاتا ہوں۔ یہ تو وہ بات ہے جو قرآن شریف میں تذکرہ ہے کہ وہ لوگ بعض پر ایمان لاتے ہیں اور بعض پر ایمان نہیں لاتے۔ ورنہ دراصل ایمان نہیں۔ ایک خدا اور اس کے رسول کا موعود اپنے وقت پر آیا، صدی کے سر پر آیا، نشانات لایا، عین ضرورت کے وقت آیا، اپنے دعویٰ کے دلائل صحیح اور قوی رکھتا ہے۔ ایسے شخص کا انکار کیا ایک مومن کا کام ہے؟ یہودی موحد کہلاتے تھے۔ اب تک ان کا دعویٰ ہے کہ ہم توحید پر قائم ہیں۔ نماز پڑھتے، روزہ رکھتے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ مانتے۔ اسی سبب کافر ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کے ایک حکم فرمودہ رسول کی ایک بات کا بھی جو شخص انکار کرتا ہے اور اس کے مخالف ضد کرتا ہے وہ کافر ہوتا ہے۔ اور یہ بھی ان لوگوں کی غلطی ہے جو کہتے ہیں کہ ہم نماز روزہ ادا کرتے ہیں اور تمام اعمالِ حسنہ بجا لاتے ہیں، ہمیں کیا ضرورت ہے؟ یہ نہیں جانتے کہ اعمالِ حسنہ کی توفیق بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ملتی ہے۔ ہر قسم کے شرک انفسی آفاقی کا نکالنا؛ خلوص، لذّت اور احسان کے ساتھ عبادت بجا لانا یہ کوئی اختیاری بات نہیں ہے۔ اس کے واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی نہایت ہی ضروری ہے۔ قرآن شریف میں لکھا ہے کہ اگر تم چاہتے ہو کہ خدا تعالیٰ کے محبوب بن جائیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرو۔ ان لوگوں کو معلوم نہیں کہ نیک اعمال کی توفیق فضلِ الٰہی پر موقوف ہے۔ جب تک اللہ تعالیٰ کا خاص فضل نہ ہو اندر کی آلودگیاں دور نہیں ہو سکتیں۔ جب کوئی شخص نہایت درجہ کے صدق اور اخلاص کو اختیار کرتا ہے تو ایک طاقت آسمانی اس کے واسطے نازل ہوتی ہے۔ اگر انسان سب کچھ خود کر سکتا تو دعاؤں کی ضرورت نہ ہوتی۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: میں اس شخص کو راہ دکھاؤں گا جو میری راہ میں مجاہدہ کرے۔ یہ ایک باریک رمز ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ تم سب اندھے ہو مگر وہ جس کو خدا آنکھیں دے۔ اور تم سب مردے ہو مگر وہ جس کو خدا تعالیٰ زندگی دے۔ دیکھو یہودیوں کے متعلق خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ مثل گدھوں کے ہیں جن پر کتابیں لدی ہوئی ہوں۔ ایسا علم انسان کو کیا فائدہ دے سکتا ہے۔ جب تک دل آراستہ نہ ہو ہدایت اور سکینت نازل نہیں ہوتی۔ شیطان سے مناسبت آسان ہے مگر ملائک سے مناسبت مشکل ہے کیونکہ اس میں اوپر کو چڑھنا ہے اور اس میں نیچے گرنا ہے۔ نیچے گرنا آسان ہے مگر اوپر چڑھنا بہت مشکل ہے۔ یہ مقام تب حاصل ہو سکتا ہے کہ انسان درحقیقت پاک ہو کر محبت الٰہی کو اپنے اندر داخل کر لیتا ہے۔ لیکن اگر یہ امر آسان ہوتا تو اولیاء، ابدال، غوث اور اقطاب ایسے کمیاب کیوں ہوتے؟ بظاہر تو وہ سب عام لوگوں کی مانند نمازیں پڑھتے اور روزے رکھتے ہیں مگر فرق صرف توفیق کا ہے۔ ان لوگوں نے کسی قسم کی شوخی اور کجروی نہ کی بلکہ خاکساری کا راہ اختیار کیا اور مجاہدات میں لگ گئے۔ جو شخص دنیوی حکام کے بالمقابل شوخی کرتا ہے وہ بھی ذلیل کیا جاتا ہے۔ پھر اس کا کیا حال ہو گا جو خدا تعالیٰ کے فرستادہ کے حکم کے ساتھ شوخی اور گستاخی سے پیش آتا ہے۔ آنحضرت ﷺ دعا کیا کرتے تھے اَللّٰھُمَّ لَا تَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طُرْفَۃَ عَیْنٍ۔ یا اللہ مجھے ایک آنکھ جھپکنے تک بھی میرے نفس کے سپرد نہ کر۔

اب ان لوگوں کے تقویٰ کے حال کو دیکھنا چاہیے۔ میں ان کے سامنے آیا۔ میرا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا ہے۔ کیا انہوں نے میرے معاملہ میں تدبر کیا؟ کیا انہوں نے میری کتب کا مطالعہ کیا؟ کیا یہ میرے پاس آئے کہ مجھ سے سمجھ لیں؟ صرف لوگوں کے کہنے کہلانے سے بے ایمان، دجّال اور کافر مجھے کہنا شروع کیا اور کہا کہ یہ واجب القتل ہے۔ بغیر تحقیقات کے انہوں نے یہ سب کارروائی کی اور دلیری کے ساتھ اپنا منہ کھولا۔ مناسب تھا کہ میرے مقابلہ میں یہ لوگ کوئی حدیث پیش کرتے۔ میرا مذہب ہے کہ آنحضرت ﷺ سے ذرا ادھر ادھر جانا بے ایمانی میں پڑنا ہے لیکن کیا اس کی پہلے کوئی نظیر دنیا میں موجود ہے کہ ایک شخص 25 سال سے خدا پر افترا کرتا ہے اور خدا تعالیٰ ہر روز اس کی تائید اور نصرت کرتا ہے۔ وہ اکیلا تھا اور خدا تعالیٰ نے تین لاکھ آدمی اس کے ساتھ شامل کر دیا۔ کیا تقویٰ کا حق ہے کہ اس کے مخالف بے ہودہ شور مچایا جاوے اور اس کے معاملہ میں کوئی تحقیقات نہ کی جاوے۔ وفات مسیح پر قرآن ہمارے ساتھ ہے۔ معراج والی حدیث ہمارے ساتھ ہے۔ صحابہؓ کا اجماع ہمارے ساتھ ہے۔ کیا وجہ ہے کہ تم حضرت عیسیٰؑ کو وہ خصوصیت دیتے ہو جو دوسرے کے لیے نہیں۔ مجھے ایک بزرگ کی بات بہت ہی پیاری لگتی ہے اس نے لکھا ہے کہ اگر دنیا میں کسی کی

باقی صفحہ 16 پر ملاحظہ فرمائیں

# محترم ملک بشارت ربانی صاحب آف گجرات

(ڈاکٹر مبارز احمد ربّانی)

خاکسار کے دادا جان محترم ملک بشارت ربانی صاحب (ولادت 1916ء، وفات 1998ء) آف گجرات اپنے ضلع گجرات کی ایک معروف شخصیت تھے۔ آپ حضرت ملک عطاء اللہ صاحبؓ آف گجرات صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بڑے بیٹے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے دعاؤں کی بدولت دادا جان کے بارے میں مختلف بشارتوں کی خبریں دی تھیں۔ چنانچہ دادا جان نے خود بتایا کہ ایک بار اُن کے والد حضرت ملک عطاء اللہ صاحبؓ نے اپنی ایک رؤیا کا ذکر کیا کہ ایک سفید کبوتر اڑتا چلا آ رہا ہے۔ انہوں نے اس کبوتر کی ٹانگیں پکڑ لیں۔ وہ اڑتا چلا گیا اور اڑتا اڑتا خانہ کعبہ کی دیوار پر ان کو اتار دیا۔ وہاں فرشتے کھانا پکا رہے تھے۔ دیگیں چڑھی ہوئی تھیں۔ آپؓ نے ان سے کہا: میرا حصہ بھی دو۔ فرشتوں نے جواب دیا: یہ آپ کو نہیں ملے گا۔ یہ آپ کے بیٹے ملک بشارت ربانی اور اس کی اولاد کو ملے گا۔

چنانچہ دادا جان اپنے والد محترم کے دل کے ہمیشہ قریب رہے۔ ایک بار دادا جان کے ایک دوست نے آپ سے پوچھا: یار سمجھ نہیں آتی، تمہارا باپ جب تہجد پڑھتا ہے تو سب سے پہلے تمہارا اور تمہارے بیوی بچوں کا نام لے کر دعائیں مانگتا ہے۔ تم نے اپنے باپ پر کیا جادو کیا ہے؟ آپ نے کہا: میں نے کوئی جادو نہیں کیا۔ یہ سب ان کی محبت ہے۔

مَیں اپنے دادا جان محترم ملک بشارت ربّانی صاحب کا ذکرِ خیر اُن چند روایات کے حوالے سے بغرض دعا کر رہا ہوں جو میرے والد محترم ملک عابد ربانی صاحب اور چچا محترم افضال ربانی صاحب نے خاکسار سے بیان کی ہیں۔

## ابتدائی تعلیم و ملازمت

دادا جان نے ابتدائی تعلیم گجرات شہر سے حاصل کی۔ مزید تعلیم کے لیے آپ لاہور تشریف لے گئے اور اسلامیہ کالج لاہور میں داخلہ لیا۔ دورانِ تعلیم احمدیہ ہوسٹل لاہور میں آپ کا قیام رہا۔ اس زمانے میں مختلف شہروں سے تعلیم کی غرض سے آنے والے نوجوان اسی ہوسٹل میں ٹھہرا کرتے تھے۔ آپ کے قیام کے دوران حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؒ اور حضرت ملک عبدالرحمٰن خادم صاحب بھی تعلیم کے سلسلہ میں وہاں رہائش پذیر تھے جن کے ساتھ آپ کی گہری دوستی رہی۔ دادا جان نے بیالوجی میں بی ایس سی کرنے کے بعد کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور میں داخلہ لیا مگر تیسرے سال بعض وجوہات کی بنا پر آپ تعلیم کا سلسلہ جاری نہ رکھ سکے۔ لیکن چونکہ آپ کا عمومی علم بہت وسیع تھا اور انگلش کمال کی تھی لہٰذا آپ نے ممبئی شہر کی ایک مشہور فارماسیوٹیکل کمپنی مئے اینڈ بیکر میں چند ہفتوں کی ٹریننگ کے بعد بطور میڈیکل ریپریزنٹیٹو کام کرنا شروع کر دیا۔ ان دنوں کمپنی میں مسلمانوں کو ملازمت نہیں دی جاتی تھی اور خیال کیا جاتا تھا کہ مسلمان اچھے سیلزمَین نہیں ہوتے۔ اس بات کا اظہار کمپنی والوں نے آپ سے بھی کیا۔ آپ نے سوچا کہ اگر مَیں کامیاب ہو گیا تو مسلمانوں کے لیے ملازمت کے دروازے کھل جائیں گے۔ اس طرح آپ نے دل لگا کر محنت کی اور کامیاب ہوئے۔

پاکستان بننے کے بعد آپ نے لاہور میں فارماسیوٹیکل کی امپورٹ ایکسپورٹ کا اپنا کاروبار شروع کیا۔ لمبا عرصہ کاروبار کرنے کے بعد آپ اپنے آبائی شہر گجرات واپس تشریف لے گئے اور اپنے علم اور قابلیت کی بنا پر آپ نے زمیندارا ڈگری کالج گجرات میں بطور مدرس بیالوجی کا مضمون پڑھایا۔ آپ کے ساتھی پروفیسر بھی آپ کی قابلیت سے متأثر تھے۔ غالباً 1964ء کا واقعہ ہے کہ اسی کالج میں ایک بار مباحثہ کا مقابلہ ہوا جس کا موضوع تھا: روح کیا ہے؟ مخالف گروپ نے مغربی فلسفہ سے متأثر ہو کر فرائیڈ اور نطشے کے روح کے متعلق بڑے حوالے پیش کیے۔ آپ کے گروپ میں پروفیسر مولوی فرمان علی اور پروفیسر مولوی شریف بھی شامل تھے، اُن کے کہنے پر آپ نے بھی تقریر کی اور قرآن کریم کی آیت الروح من امر ربی کے حوالے سے تشریح کی اور ایسے مدلّل دلائل پیش کیے کہ مباحثے کے اختتام پر دونوں پروفیسر صاحبان نے آپ کو گلے لگا لیا اور کہا کہ ملک صاحب! آپ نے خوش کر دیا ہے۔ صدر جلسہ نے آپ کے ساتھ تصویر بھی بنوائی۔

آپ کے شاگردوں میں سے بے شمار لوگ ڈاکٹر بنے جن میں قابل ذکر میجر جنرل ڈاکٹر محمد مسعود الحسن نوری صاحب اور ان کے بڑے بھائی بھی ہیں۔

## خلافت کا احترام

آپ خلیفۂ وقت کو باقاعدگی کے ساتھ دعا کا خط لکھا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں خط لکھا اور اپنے بیٹے افضال ربانی صاحب کو دیا کہ اسے پوسٹ کر دو۔ افضال صاحب کہتے ہیں کہ مجھے تجسّس ہوا کہ دیکھوں کہ آپ خلیفۂ وقت کو خط کیسے لکھتے ہیں۔ اس غرض سے ان کا خط پڑھا جس میں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کسی رؤیا، کشف یا الہام کی اپنی سمجھ اور خیال کے مطابق تشریح کی ہوئی تھی اور اس سے پہلے اتنی بار لکھا ہوا تھا کہ حضور! آپ ناراض نہ ہوں، ناراض نہ ہوں، میں معافی مانگتا ہوں، میں معافی مانگتا ہوں

کہ مَیں یہ تشریح لکھ رہا ہوں۔ افضال ربانی صاحب کہتے ہیں کہ یہ سب پڑھ کر میں کانپ گیا کہ خلیفۂ وقت کے مقام کو مدنظر رکھتے ہوئے اتنی بار معافی مانگی ہے اور ایسے لکھا کہ خلیفۂ وقت کے مقام کی گستاخی نہ ہو۔ (گستاخی اس لحاظ سے کہ خلیفہ وقت تو ہماری رہنمائی کرتے ہیں۔ مَیں کون ہوتا ہوں ان کو بتانے والا۔)

## چند رؤیا و کشوف کا بیان

دادا جان کو خدا تعالیٰ کے فضل سے جوانی سے ہی بڑی کثرت سے رؤیا، کشوف والہامات ہوا کرتے تھے۔ آپ کی اہلیہ محترمہ عابدہ بیگم صاحبہ نے بتایا کہ ایک دفعہ آپ گھر میں صوفے پر آنکھیں بند کر کے بیٹھے ہوئے تھے اور ہونٹ ہل رہے تھے جیسے کسی سے بات کر رہے ہیں۔ مَیں نے جھنجوڑ کر پوچھا کہ کیا اپنے آپ سے باتیں کر رہے ہیں؟ آپ نے ایک دم آنکھیں کھول کر ناراضگی سے کہا: میں فرشتوں سے باتیں کر رہا تھا سارا سلسلہ منقطع کر دیا ہے۔

جب دادا جان کے ہاں میرے والد محترم ملک عابد ربانی صاحب کی ولادت متوقع تھی۔ آپ بمبئی سے لاہور بذریعہ ٹرین آ رہے تھے۔ راستے میں ہی آپ کو ایک دم آواز آئی لڑکا ہوا ہے۔ پھر دوبارہ زور سے آواز آئی لڑکا ہوا ہے۔ آپ نے سوچا کہ ساتھ بیٹھے ہوئے شخص کو بتاؤں کہ میرے گھر بیٹا ہوا ہے مگر پھر سوچا کہ وہ یہ نہ سمجھے کہ یہ سوٹ بوٹ والا شخص پاگل تو نہیں ہو گیا۔ جب گھر پہنچے تو آپ کی ساس صاحبہ نے آپ کو بتانا چاہا کہ بیٹا ہوا ہے مگر ان سے پہلے ہی آپ نے ان کو کہا کہ بیٹا ہوا ہے اور صبح کے چار بجے ہوا ہے۔ یہ سن کر وہ بہت حیران ہوئیں۔

اپنے والد حضرت ملک عطاء اللہ صاحبؓ کی آخری بیماری کے دنوں میں دادا جان لاہور میں اپنے گھر بیٹھے قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے کہ آپ کی زبان پر ایک دم انا للہ و انا الیہ راجعون کے الفاظ جاری ہو گئے۔ آپ نے اپنی اہلیہ کو کہا: تیاری پکڑو، اباجی وفات پا گئے ہیں۔ جب آپ گجرات پہنچے تو واقعی آپ کے والد صاحب وفات پا چکے تھے۔

ایک مرتبہ آپ گھر میں بیٹھے ہوئے تھے تو اپنے بیٹے ملک عابد ربانی صاحب سے فرمایا کہ فلاں آیت کا ترجمہ ابھی ابھی اللہ تعالیٰ نے مجھے سمجھایا ہے۔

ایک دفعہ آپ کے بیٹے افضال ربانی صاحب نے آپ سے پوچھا کہ آپ کو کیسے اتنی کثرت سے رؤیا، کشوف والہام ہوتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اس میں میرا کیا کمال ہے۔ یہ سارے پیغامات تو خلیفۂ وقت کے لیے ہوتے ہیں اور ان کو جا رہے ہوتے ہیں۔ میں تو صرف کنڈی لگا کر سن لیتا ہوں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی آخری بیماری کے دوران ایک رات آپ نے ایک عجیب خواب دیکھا کہ گجرات شہر کی پرانی احمدیہ مسجد ہے (جس پر بعد میں غیر احمدیوں نے قبضہ کر لیا تھا)۔ ہم سب احباب صبح کی نماز کے لیے جمع ہیں لیکن حضورؓ نماز پڑھانے کے لیے تشریف نہیں لائے۔ اتنے میں دن چڑھ گیا۔ میں کہتا ہوں صبح کی نماز ضائع ہو گئی ہے۔ پھر وہ دن ہٹ گیا اور اگلے دن کی صبح کی نماز کا وقت ظاہر ہو گیا۔ آنکھ کھلنے پر خیال آیا کہ حضورؓ وفات پا گئے ہیں۔ پریشانی کے عالم میں آپ نے بچوں کو ساتھ لیا اور ربوہ روانہ ہو گئے۔ راستے میں پنڈی بھٹیاں کے قریب جب پہنچے تو آپ کے کان میں آواز آئی کہ حضورؓ وفات پا گئے۔ آپ کہتے ہیں کہ مَیں خاموش رہا۔ ربوہ پہنچنے پر امیر جماعت احمدیہ گجرات محترم چوہدری بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ نے آپ کو بتایا کہ حضورؓ وفات پا گئے ہیں۔ اس طرح کے واقعات آپ کے ساتھ کئی مرتبہ ہوئے۔

## قبولیت دعا

ممبئی میں میڈیکل ریپریزنٹیٹو کی ٹریننگ کے دوران آپ اور دوسرے ٹرینیز کا ایک ہی ہوٹل میں قیام تھا۔ ٹریننگ مکمل ہونے کے بعد آپ اور دوسرے شرکاء امتحان کی تیاری میں مصروف تھے تو ایک رات اس ہوٹل کی بجلی چلی گئی۔ آپ نے دعا کر کے بلب کو ہاتھ لگایا تو بجلی آ گئی۔ دوسرے روز ایک اَور شخص جو اسی امتحان کی تیاری کر رہا تھا آپ سے کہنے لگا کہ ہم نے کہاں خاک رات کو پڑھائی کرنی تھی، ہمارے ہاں تو بجلی ہی نہیں تھی۔

آپ کے بیٹے افضال ربانی صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب کبھی بچے بیمار ہو جاتے تو آپ پریشانی کی حالت میں گجرات فون کر کے اپنے والد صاحب کو شفایابی کے لیے دعا کی درخواست کرتے۔ آپ کہتے: اچھا میں دعا کروں گا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے صبح تک بچہ ٹھیک ہو گیا ہوتا تھا۔ میری والدہ صاحبہ بتاتی تھیں کہ تمہارے فون کے بعد نفل پڑھنے کھڑے ہو جاتے تھے اور رو رو کر دعائیں کرتے تھے۔

محترم تنویر احمد صاحب جو کہ آپ کے بیٹے کے برادر نسبتی اور آپ کے شاگرد بھی رہ چکے تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز راستے میں اُن کی ملاقات محترم ملک صاحب سے ہو گئی۔ آپ نے عرض کی کہ میری دو بیٹیاں ہیں دعا کریں اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے بیٹا عطا کرے۔ آپ نے اسی وقت دعا کے لیے ہاتھ اٹھا لیے اور ان کو بھی دعا میں شامل کیا۔ آمین کے بعد آپ نے کہا کہ بیٹا ہو گا، اس کا نام داؤد احمد رکھنا۔ جب بیٹا ہوا تو تنویر احمد صاحب نے داؤد کے نام کے ساتھ اپنے والد صاحب کا نام نصر اللہ رکھ دیا یعنی داؤد نصر اللہ۔ جب ان کی ملاقات دوبارہ ملک صاحب سے ہوئی تو تنویر صاحب نے آپ کو بتایا کہ بیٹا ہوا ہے اور اس کا نام داؤد نصر اللہ رکھا ہے۔ آپ نے سخت ناراضگی سے کہا: مجھے خدا نے اس کا نام داؤد احمد بتایا تھا۔ تمہیں کوئی اَور بیٹا چاہیے تو خود دعا کرو اور اس کا یہ نام رکھ لینا۔ وہ کہتے تھے کہ مَیں ڈر گیا اور مَیں نے اس کا نام تبدیل کر کے داؤد احمد کر دیا۔

درود شریف کی اہمیت اور برکات کا ذکر کرتے ہوئے دادا جان نے بتایا کہ ایک بار آپ کے والد محترم حضرت ملک عطاء اللہ صاحبؓ کو ملیریا کا بخار ہو گیا۔ آپ نے ایک سو مرتبہ درود شریف پڑھ کر ان پر دَم کیا اور خود عشاء کی نماز پڑھنے چلے گئے۔ واپس آ کر دیکھا تو والد صاحب کا بخار اللہ تعالیٰ کے فضل سے اتر چکا تھا۔

## دعوت الی اللہ

آپ کو تبلیغ کا بے حد شوق تھا۔ ہر سال جماعت کی طرف سے یوم تبلیغ پر آپ اپنے بچوں کو بھی تبلیغ کی غرض سے ساتھ لے کر جاتے۔ اکثر بچوں کے ساتھ لٹریچر تقسیم کرنے ریلوے سٹیشن پر بھی جاتے۔ جنرل ضیاء الحق کے زمانے کی بات ہے کہ ایک بار کچھ فوجی مردم شماری کے سلسلے میں آدمیوں کو چیک کرنے گھر آئے۔ آپ بالکل نہیں گھبرائے اور انہیں بتایا کہ ہم احمدی ہیں، ہمارا ووٹ نہیں ہے اور ساتھ ہی تبلیغ شروع کر دی۔

ضلع گجرات میں جہاں بھی کوئی مناظرہ یا بحث ومباحثہ ہوتا تو اس میں آپ پیش پیش ہوتے۔ غالباً 1967ء کا واقعہ ہے جب آپ ناظم انصاراللہ ضلع گجرات تھے۔ ایک روز آپ گجرات کی احمدیہ مسجد میں ظہر کی نماز ادا کرنے کے بعد بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک قریبی گاؤں شادیوال کے قائد خدام الاحمدیہ مسجد میں آئے اور پوچھا کہ مربی صاحب کہاں ہیں؟ آپ نے بتایا کہ وہ تو ربوہ گئے ہوئے ہیں اور دو دن کے بعد آئیں گے۔ آپ نے اُن سے وجہ پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ عطاء اللہ شاہ بخاری کے بیٹے نے شادیوال آکر تقریر کی ہے اور جماعت کے بارے میں بہت بدزبانی سے کام لیا ہے۔ اس تقریر کو ایک مخالف ریکارڈ کر کے شادیوال میں ہر جگہ لوگوں کو سناتا پھرتا ہے۔ ہم مربی صاحب کو لینے آئے ہیں تا کہ ان اعتراضات کا جواب دیا جاسکے۔ آپ نے انہیں کہا کہ مربی صاحب تو نہیں ہیں، تم جاؤ مَیں خود شام کو شادیوال آؤں گا۔

شام کو شادیوال پہنچنے پر آپ نے عشاء کی نماز پڑھائی۔ عطاء اللہ شاہ بخاری کا بیٹا بھی وہیں اسی گاؤں میں موجود تھا۔ گرمیوں کے دن تھے۔ لوگ رات کو چھتوں پر چارپائیاں بچھا کر سوتے تھے۔ اس لیے آپ نے نماز کے بعد ایک مقامی احمدی کے گھر پر لاؤڈ سپیکر لگوادیے تا کہ سب لوگ آسانی سے سن سکیں۔ پھر آپ نے ایک ایک کر کے ان اعتراضات کے الزامی جواب دینا شروع کیے۔ مثلاً پہلا اعتراض یہ تھا کہ احمدی بھگوڑے ہیں۔ اس پر آپ نے بخاری صاحب کے بیٹے کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ شاہ جی! بھگوڑے ہم ہیں یا آپ؟ پچھلے سال آپ دھوریئے (گجرات کے قریب ایک گاؤں ہے) گئے تھے۔ وہاں آپ نے گفتگو کے آغاز میں ہی جماعت کے بارے میں نہایت بری بات کہی جس پر ایک احمدی لڑکے نے آپ کو ٹوکا کہ کوئی دلیل دیں ورنہ ایسی فضول باتیں نہ کریں مگر آپ باز نہ آئے۔ دوسری بار آپ نے پھر بدزبانی کی جس پر اُس لڑکے نے آپ کو دوبارہ منع کیا۔ تیسری بار اُس نے آپ کو گریبان سے پکڑا اور گھونسا مارنے لگا کہ پھر یہ بات کرو گے؟ اس پر آپ نے اپنی گردن چھڑائی اور کھتیوں سے ہوتے ہوئے بھاگ گئے۔ اب بتائیں بھگوڑے ہم ہیں یا آپ؟

ایک اعتراض یہ تھا کہ مسلمانوں کا ایمان خریدنے کے لیے احمدی پیسے لے کر آتے ہیں۔ اس پر آپ نے بتایا کہ میری جیب میں اُس چندے کی رسید ہے جو میں نے آج ہی ادا کیا ہے۔ لیکن تم اپنی سناؤ۔ مَیں نے سنا ہے تم تین سو روپے لے کر یہاں آئے ہو۔

ایک اعتراض یہ کیا گیا تھا کہ مرزا صاحب کی آنکھیں بندسی ہیں۔ جس پر آپ نے کہا کہ اسلام میں پردے کے ضمن میں آدمیوں کو غضِ بصر سے کام لینے کا حکم ہے تا کہ وہ آنکھیں کھول کھول کر عورتوں کو نہ دیکھیں اور عورتوں کو کہا گیا کہ وہ اپنی زینت کی جگہوں کو چھپائیں۔ مرزا صاحب تو غضّ بصر سے کام لیتے تھے۔ لیکن آپ کیا کرتے ہیں؟ آپ جب (فلاں جگہ) جمعے کی نماز پر مسجد میں خطبہ دیتے ہیں تو منبر اونچا ہوتا ہے اور قناتیں نیچے ہوتی ہیں اور عورتوں کا حصہ نظر آ رہا ہوتا ہے۔ آپ خطبہ دیتے ہوئے حدیثیں سناتے ہیں اور پھر عورتوں کی طرف منہ کر کے بے ہودہ فقرے بھی کہتے ہیں مثلاً ''تیرا پیچھا نہیں چھوڑنا چاہے لگ جاون ہتھ کڑیاں۔'' یہ باتیں سن کر سامنے بیٹھے ہوئے لڑکے ہنستے ہیں۔ اگر مَیں جھوٹ بول رہا ہوں تو بتائیں۔

ایک اعتراض یہ تھا کہ کیا ایک نبی (مرزا صاحب) کی شکل ایسی ہوتی ہے؟ آپ نے قرآن مجید کی ایک آیت پڑھی جس کا ترجمہ تھا کہ ہم نے ہر قوم میں نبی بھیجے ہیں۔ آپ نے کہا چینیوں کی آنکھیں دیکھیں ان کے چہرے کی ہڈیاں ابھری ہوتی ہیں۔ چہرے کو ٹھنڈ سے محفوظ رکھنے کے لیے ان کی آنکھیں ایسی چھوٹی ہوتی ہیں۔ چینیوں میں بھی کوئی نبی آیا ہوگا۔ پھر حبشیوں کو دیکھیں ان کا رنگ کالا، ہونٹ موٹے موٹے، بال گھنگریالے اور ناک چپٹی۔ آخر ان میں بھی کوئی نبی آیا ہوگا۔ جاپانیوں کو دیکھیں ہنستے ہیں تو سارے دانت نظر آتے ہیں۔ مرزا صاحب تو ان سے ہزار درجے خوبصورت ہیں۔ شاہ جی! آپ کو اگر اپنی خوبصورتی پر بڑا مان ہے تو میرے ساتھ ربوہ چلیں۔ مرزا صاحب کے پوتے وہاں ہوتے ہیں۔ آپ کی نظر میں جو سب سے زیادہ بدصورت آپ کو نظر آئے اس کا پاؤں آپ کے منہ سے زیادہ خوبصورت نہ ہو تو پھر آپ مجھ سے بات کریں۔

آخر میں آپ نے شاہ صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا: اگر آپ نے بینی (کلائی) پکڑنی ہے تو مَیں اس کے لیے بھی تیار ہوں اور اب مَیں آپ کے جواب کا انتظار کر رہا ہوں۔

پھر آپ کافی دیر تک شاہ صاحب کے جواب کے منتظر رہے۔ آخر سحری کے قریب خدام نے آکر اطلاع دی کہ وہ تو رات کو ہی بھاگ گیا تھا۔ اس واقعے کے آخری حصے (پاؤں والی بات) کا ذکر جب شادیوال کی جماعت کے افراد نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ساتھ کیا تو آپ کھل کر مسکرا دیے۔

## سلسلہ احمدیہ کے لیے غیرت

آپ ایک نڈر، بہادر اور دلیر فدائی احمدی تھے۔ سلسلہ احمدیہ کے لیے بہت غیرت رکھتے تھے۔ ایک دفعہ آپ کے بیٹے افضال ربانی صاحب نے گجرات شہر کے مربی سلسلہ جناب محمد دین صاحب کو کہا کہ آپ والد صاحب کو سمجھائیں۔ اگر کوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا خلیفۃ المسیح الثانیؓ پر کوئی تنقید کرے تو آپ مرنے مارنے پر اتر آتے ہیں۔ اگر کوئی گالی دے تو یہ بخشنے کو تیار نہیں ہوتے۔ کہیں کوئی فساد نہ ہو جائے۔ مربی صاحب سن کر فرمانے لگے: ہاں ہاں مجھے پتہ ہے ملک صاحب بہت جذباتی ہیں۔ اچھا میں ان سے بات کروں گا۔ مربی صاحب تھوڑی دیر خاموش رہے اور پھر کہنے لگے: افضال! خدا کی جماعت میں ہر طرح کے بندوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ آپ جماعت کے معاملے میں مخالفین کی قطعاً کوئی پروا نہیں کرتے تھے مگر انسانیت کے ناطے اگر ان کو کسی مدد کی ضرورت پڑی تو آپ نے ان کی مدد کی۔

## خدمت دین اور بزرگوں سے عقیدت

آپ نے جماعت احمدیہ گجرات میں مختلف شعبہ جات میں خدمات بجالانے کے ساتھ ساتھ مسجد میں امامت اور درس دینے کی سعادت بھی پائی۔ ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی کتاب ''الہام، عقل، علم اور سچائی'' محترم راجہ غالب احمد صاحب آف لاہور کے پاس انگلش ترجمے کے لیے آئی۔ یہ حضورؒ کے ہاتھ کا لکھا ہوا اردو کا نسخہ تھا۔ انہوں نے افضال ربانی صاحب کو ترجمے کے سلسلہ میں مدد کرنے کے لیے کہا۔ افضال ربانی صاحب نے راجہ صاحب کو ترجمے کے سلسلہ

میں والد صاحب کو شامل کرنے کی تجویز دی جسے انہوں نے بخوشی قبول کیا۔ اس طرح آپ نے اس معرکۃ الآراء تصنیف کے کچھ حصوں کا ترجمہ راجہ صاحب کے ساتھ مل کر کرنے کی سعادت پائی۔ ایک مرتبہ آپ حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ سے ملنے تشریف لے گئے۔ اس وقت حضرت مولوی صاحبؓ چٹائی پر بیٹھے قرآن مجید کا انگلش ترجمہ کرنے میں مصروف تھے۔ انہوں نے آپ کو مخاطب کر کے فرمایا: بشارت! ان دو آیات کا ترجمہ انگلش میں کرو۔ آپ نے ترجمہ کر کے حضرت مولوی صاحبؓ کو دے دیا۔ حضرت مولوی صاحبؓ نے پڑھا اور خوشنودگی کا اظہار فرمایا اور ترجمہ کا کاغذ اپنے زانوں کے نیچے رکھ لیا۔ شادی کے بعد آپ نے جب حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ سے ملاقات کی تو انہوں نے چار خرمے آپ کے ہاتھ میں رکھے۔ آپ نے یہ تعبیر لی کہ پہلے آپ کے ہاں چار بیٹے ہوں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسا ہی ہوا۔ حضرت مولوی صاحبؓ کے علاوہ جن جلیل القدر بزرگوں کے ساتھ آپ کی دوستی تھی ان میں حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحبؓ، حضرت مولانا قدرت اللہ سنوری صاحبؓ، حضرت شیخ عبدالغفور صاحبؓ، حضرت مولانا ابو العطاء صاحبؓ جالندھری، حضرت ملک عبدالرحمٰن خادم صاحبؓ وغیرہ شامل تھے۔ ایک دفعہ گجرات انصاراللہ کے اجتماع کی صدارت حضرت مولانا ابو العطاء صاحبؓ جالندھری فرما رہے تھے۔ تقاریر کے سلسلہ میں دادا جان سورۃ البقرہ کی تفسیر بیان کرنے لگے تو حضرت مولانا صاحبؓ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد والد صاحب کو نظر اٹھا کر حیرت سے دیکھتے۔ تقریر کے بعد آپؓ فرطِ جذبات کے ساتھ اٹھے اور والد صاحب کو زور سے گلے لگا لیا۔

حضرت چودھری سر محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ کی وفات کے بعد آپ روزانہ ان کے درجات کی بلندی کے لیے دعا کیا کرتے تھے۔ ایک بار آپ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ اس کو یہ بات بہت پسند آئی ہے اور وہ تیری اولاد کو بہت ترقی دے گا۔

آپ کی وفات مئی 1998ء میں ہوئی۔ اپنی آخری علالت کے دوران رؤیا میں دیکھا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لائے ہیں اور اٹھا کر آپ کو اپنی گود میں بٹھا لیا ہے۔ جماعت احمدیہ گجرات کے مربی سلسلہ محمد دین صاحب نے وفات کے بعد آپ کے بیٹے کو تعزیت کے خط میں لکھا کہ ملک صاحب روزانہ صبح سائیکل پر آتے تھے اور مجھے بغیر معاوضے کے دودھ دے کر جاتے تھے۔ نیز بڑے پُر جوش داعی الی اللہ اور جماعت احمدیہ کے لیے بڑی غیرت رکھتے تھے۔ مولانا دوست محمد شاہد صاحب اور مولانا سلطان محمود انور صاحب نے لکھا کہ ملک صاحب احمدیت کی ننگی تلوار تھے۔

آپ خدا تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں آپ کی تدفین ہوئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے آپ کا نماز جنازہ غائب پڑھایا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور آپ کی نسلوں کو آپ کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین



بقیہ از صفحہ 12

## حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان لانا کیوں ضروری ہے؟

زندگی کا میں قائل ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا قائل ہوتا۔ دوسرے کی زندگی سے ہم کو کیا فائدہ؟ تقویٰ سے کام لو۔ ضد اچھی نہیں۔''

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 43 تا 46، ایڈیشن 2022ء)

حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں: ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتب میں بارہا اپنے متعلق یہ ذکر فرمایا ہے کہ میں امتی نبی ہوں یعنی محمد ﷺ کے نقطۂ نگاہ سے میں امتی ہوں مگر تم لوگوں کے نقطۂ نگاہ سے میں نبی ہوں۔ جہاں میرے اور تمہارے تعلق کا سوال آئے گا وہاں تمہیں میری حیثیت وہی تسلیم کرنی پڑے گی جو ایک نبی کی ہوتی ہے۔ جس طرح نبی پر ایمان لانا ضروری ہوتا ہے اسی طرح مجھ پر ایمان لانا ضروری ہوگا۔ جس طرح نبی کے احکام کی اتباع فرض ہوتی ہے اسی طرح میرے احکام کی اتباع تم پر فرض ہوگی۔''

(خطبات محمود جلد 21 صفحہ 271–272 خطبہ جمعہ فرمودہ 26 جولائی 1940ء)

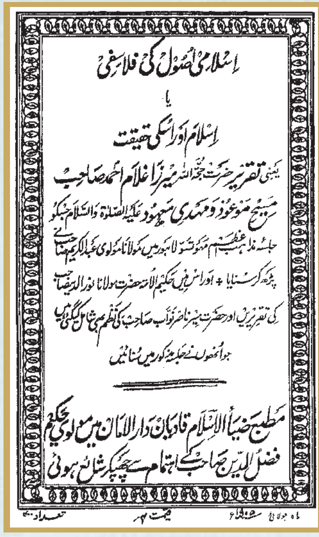
پس یہ ہیں وہ باتیں جن کی وجہ سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مخالفین کے لیے بھی ضروری ہے کہ وہ آپؑ پر ایمان لائیں۔ جو آپؑ پر ایمان لا چکے ہیں اُن کے لیے بھی ضروری ہے کہ وہ اپنے ایمان میں اضافے کے لیے ان باتوں کو پیشِ نظر رکھیں اور حضرت اقدسؑ نے جو ہم احمدیوں سے توقعات وابستہ رکھی ہیں اُن پر کاربند رہیں۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیان فرماتے ہیں:

''ہر احمدی کو، ہم میں سے ہر ایک کو اپنا جائزہ لینا چاہیے کہ اگر ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مانا ہے تو کیا اس ماننے اور بیعت کا حق ادا کرنے والے بھی ہیں؟ اکثر میرے جائزے سے یہ بات سامنے آتی ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ ہم میں سے کئی ایسے ہیں جو نمازیں بھی پوری طرح ادا نہیں کرتے۔ نمازوں کی طرف توجہ ہی نہیں ہے۔ استغفار کی طرف تو بعضوں کی بالکل توجہ نہیں۔ ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ نہیں۔ اگر یہ حالت ہے تو ہم کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ ہم اعمالِ صالحہ بجا لانے والے ہیں۔ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کا حق ادا کرنے والے ہیں۔ دوسرے نہ مان کر گناہگار ہو رہے ہیں۔ جنہوں نے نہیں مانا اور انکار کیا وہ گناہگار ہو رہے ہیں۔ اور ہم مان کر پھر اپنے اندر تبدیلی پیدا نہ کر کے، ایک عہد کر کے پھر اسے پورا نہ کرنے کی وجہ سے گناہگار ہو رہے ہیں۔ پس بڑی فکر سے ہم میں سے ہر ایک کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم صرف رسمی طور پر یومِ مسیح موعود منانے والے نہ ہوں بلکہ مسیح موعود کو قبول کرنے کا حق ادا کرنے والے ہوں اور ہر قسم کے اندرونی اور بیرونی فتنوں سے بچنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیں اپنی پناہ میں رکھے اور ہر بلا اور ہر مشکل سے بچائے۔''

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 13 اپریل 2018ء تا 19 اپریل 2018ء۔ خطبہ جمعہ فرمودہ 23 مارچ 2018ء)

(نوٹ: سالانہ مقابلہ مضمون نویسی 2023ء میں دوم اور سوم آنے والے مضامین آئندہ شماروں کی زینت بنائے جائیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ)

# ”اسلامی اصول کی فلاسفی“۔۔۔ایک تعارف


اسلامی اُصول کی فلاسفی

یا

اسلام اور اُسکی حقیقت

یعنی تقریر حضرت حجۃ اللہ میرزا غلام احمد صاحب
مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جسکو
جلسہ مذاہب عظیم منعقدہ لاہور میں مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے
پڑھکر سنایا + اور اس میں حکیم الامۃ حضرت مولانا نورالدین صاحب
کی تقریریں اور حضرت میر ناصر نواب صاحب کی نظم بھی شامل کیگئی ہیں
جو اُنھوں نے جلسہ مذکور میں سنائیں

مطبع ضیاء الاسلام قادیان دارالامان میں مع لوی حکیم
فضل الدین صاحب کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوئی

تعداد ۱۰۰۰ | قیمت | ۱۵ جولائی ۱۹۰۵ء

(قیادت تعلیم برطانیہ)

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 17؍دسمبر 2023ء کو اراکین مجلس عاملہ انصاراللہ امریکہ کے ساتھ ایک ملاقات کے دوران قائد تعلیم کو ارشاد فرمایا:

”جو بہت پڑھے لکھے ہیں یا سمجھدار ہیں
ان کو کہیں کہ وہ ”اسلامی اصول کی فلاسفی“ پڑھیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس ارشاد کی تعمیل میں قیادت تعلیم مجلس انصاراللہ برطانیہ نے سال 2024ء میں ممبران مجلس انصاراللہ برطانیہ کے مطالعہ کے لیے کتاب ”اسلامی اصول کی فلاسفی“ مقرر کی تا کہ تمام ممبران اس کتاب کا مطالعہ کریں اور اس کے مضامین کو سمجھ کر اپنی زندگیوں کا حصہ بنائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے، آمین

اس کتاب کا پس منظر کچھ یوں ہے کہ ایک ہندو سوامی سادھو شوگن چندر صاحب نے 1896ء میں لاہور میں ایک مذہبی کانفرنس منعقد کی اور مسلمانوں، عیسائیوں اور آریہ صاحبان کے علماء کو پانچ سوالات کے تحت اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرنے کی دعوت دی۔

اس مضمون کی خاص بات یہ ہے کہ بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام نے مضمون پڑھے جانے سے قبل ہی خدا تعالیٰ سے خبر پا کر مضمون بالا رہنے کی خوشخبری بذریعہ اشتہار، جو 21 دسمبر 1896ء کو شائع فرمایا، دے دی تھی۔

آپؑ نے فرمایا کہ ”میں نے عالم کشف میں اس کے متعلق دیکھا کہ۔۔۔ ایک شخص جو میرے پاس کھڑا تھا وہ بلند آواز میں بولا۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ خَرِبَتْ خَیْبَرُ۔۔۔ سو مجھے جتلایا گیا کہ اس مضمون کے خوب پھیلنے کے بعد جھوٹے مذہبوں کا جھوٹ کھل جائے گا۔

(روحانی خزائن جلد 10 تعارف اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ XXI)

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ نے یہ مضمون پڑھا مگر مقررہ وقت میں ختم نہ ہوا تو لوگوں کی دلچسپی کو دیکھتے ہوئے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ کو اس مضمون کو پڑھنے کے لیے مزید وقت دیا گیا اور جلسہ کے لیے ایک دن کا اضافہ بھی کیا گیا اور کُل چھ گھنٹے میں یہ مضمون ختم ہوا۔ جولائی 1907ء میں اس مضمون کو کتابی صورت میں چھاپا گیا اور یہ کتاب روحانی خزائن کی جلد نمبر 10 میں موجود ہے۔

اس مضمون کی ایک خوبی یہ بھی تھی کہ اس میں کسی دوسرے مذہب پر حملہ نہیں کیا گیا بلکہ محض اسلام کی خوبیاں بیان کی گئیں اور سوالات کے جوابات قرآن کریم سے ایسے طور پر دیے گئے ہیں کہ جن سے اسلام کا تمام مذاہب سے اکمل اور احسن اور اتم ہونا ثابت ہوتا ہے۔

## جلسہ کے لیے تجویز کردہ پانچ سوالات کے جوابات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کتاب میں ان پانچ سوالات کے مدلّل جوابات تحریر فرمائے جو جلسہ اعظم مذاہب کے لیے تجویز کیے گئے تھے۔

پہلا سوال انسان کی طبعی، اخلاقی اور روحانی حالتوں کے بارے میں ہے۔ قرآن کریم نے ان تینوں حالتوں کو بیان فرمایا ہے۔

### پہلا نفس امارہ

یہ انسان کو بدی کی طرف اور ناپسندیدہ اور بدراہوں پر چلانا چاہتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ پاک کلام میں فرماتا ہے اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَۃٌۢ بِالسُّوۡٓءِ۔

### دوسرا نفس لوامہ

یہ انسان کو بدی پر ملامت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَاۤ اُقۡسِمُ بِالنَّفۡسِ اللَّوَّامَۃِ۔

### تیسرا نفس مطمئنہ

یہ وہ مقام ہے جس میں انسان کا نفس تمام کمزوریوں سے دور ہو جاتا ہے اور روحانی قوتوں کو حاصل کر لیتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یٰۤاَیَّتُہَا النَّفۡسُ الۡمُطۡمَئِنَّۃُ۔ ارۡجِعِیۡۤ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرۡضِیَّۃً۔

پھر اصلاح کے تین درجے بیان فرمائے اول یہ کہ ادنیٰ خُلق پر قائم ہوں، کھانے پینے اور تمدنی امور کے طریق پر چلنا یعنی وحشیانہ طریقوں سے کھینچ کر انسانیت کے لوازم اور تہذیب کی طرف متوجہ کرنا۔ دوسرا یہ کہ پھر بڑے اخلاقِ انسانیت سکھائے جائیں یعنی خدا تعالیٰ کے حقوق اور انسانیت کے حقوق کے متعلق توجہ کے ساتھ ساتھ اپنی اصلاح کی طرف توجہ اور اصلاح کا دارومدار سچے اور حقیقی خدا کو پانا ہے۔ تیسرا یہ کہ انسان کو اخلاق فاضلہ کی طرف متوجہ کیا جائے۔

دوسرا سوال: موت کے بعد انسان کی کیا حالت ہوگی؟

اس کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی معرکۃ الآراء کتاب ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' میں قرآن پاک کی رو سے تفصیل سے روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ عالم آخرت کوئی نئی چیز نہیں ہے بلکہ انسان کی جو حالت دنیا میں ہوتی ہے وہی کھل کر صفائی کے ساتھ پیش آتی ہے۔ جیسے کہ ہم خواب میں دیکھتے ہیں کہ اگر کسی کو تیز بخار ہو تو خواب میں اسے آگ اور شعلے نظر آتے ہیں ۔یعنی جو اعمال اور کردار ہم مخفی طور پر دنیا سے لے کر جائیں وہ آخرت میں کھل کر ہمارے سامنے نظر آئیں گے۔

تیسرا سوال: دنیا میں زندگی کے مدعا کیا ہیں اور ان کا حصول کس طرح ہوتا ہے؟

اس سوال کے جواب میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن حکیم کی آیت سے ثابت فرمایا کہ انسان کی زندگی کا اصل مدعا اور مقصد خدا تعالیٰ کی عبادت ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ۔

اور اس مقصد کو پانے کا بڑا وسیلہ آپ نے خدا کی ذات کو پہچاننا قرار دیا ہے۔ دوسرا ذریعہ خدا کی وحدانیت یعنی ذات اور صفات میں کسی اور کو شریک نہ کر کے اس مقصد کو حاصل کیا جا سکتا ہے۔تیسرا ذریعہ خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کرنا ہے۔ چوتھا ذریعہ دعا کو ٹھہرایا ہے یعنی خدا کو پانے کے لیے اس سے دعا کی جائے کہ اس کی محبت دل میں قائم ہو۔اور پانچواں ذریعہ مجاہدہ ہے یعنی خدا کی راہ میں مال کی قربانی کی جائے۔ چھٹا استقامت ہے یعنی خدا کا پیارا بندہ اپنی جان خدا کی راہ میں دیتا ہے اور اس کے عوض میں خدا کی مرضی خرید لیتا ہے۔ ساتواں ذریعہ راستبازوں کی صحبت اور کامل نمونہ ہے۔ اور آٹھواں ذریعہ خدا تعالیٰ سے کشف اور الہام اور سچی خوابیں پانا ہے۔

چوتھا سوال: زندگی میں اور زندگی کے بعد عملی شریعت کا فعل کیا ہے؟

اس کے جواب میں آپ علیہ السلام نے تحریر فرمایا کہ خدا کی سچی اور کامل شریعت کا فعل جو انسان کی زندگی میں ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ شریعت انسان کو اس کی وحشیانہ حالت سے انسان بنا دے اور پھر انسان سے با اخلاق انسان بنا دے اور پھر با اخلاق انسان سے باخدا انسان بنا دے اور انسان شریعت حقہ پر قائم ہو جائے اور ایسا شخص دوسروں کے حقوق کا خیال رکھتا ہے۔ گویا وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کا مکمل پیکر ہو جاتا ہے۔

پانچواں سوال: علم اور معرفت الٰہی کے ذریعے کیا کیا ہیں؟

اس سوال کے جواب میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے کہ قرآن شریف میں علم کی تین اقسام بیان ہوئی ہیں۔

پہلی علم الیقین

یعنی کسی چیز کا کسی واسطے کے ذریعہ پتہ لگایا جائے جیسے دھوئیں کو دیکھ کر آگ کا پتا لگانا۔ ایسے ہی زمین کی بناوٹ اور آسمان کے اجرام کی بناوٹ کو دیکھ کر ہم پتہ لگا سکتے ہیں کہ اس کو بنانے اور نظام چلانے والی کوئی ذات ہے۔

دوسرا عین الیقین

یعنی آگ ہی کو انسان دیکھ لے ۔یعنی جب انسان سچی خوابوں اور کشف اور الہام اور خدائی نشانات کو دیکھ لے تو عین الیقین ہو جاتا ہے کہ ایک ذات ہے جو دیکھتی اور سنتی ہے اور

تیسرا حق الیقین

یعنی آگ میں داخل ہو کر انسان پتہ کرے کہ آیا یہ آگ ہی ہے ۔یعنی انسان جب خدا کی راہ میں تمام تکالیف اور دکھ اور درد کو محسوس کر کے خدا کی راہ میں عمل کر کے کمال کو پہنچ جاتا ہے یعنی علم کامل کو پاتا اور یہی حق الیقین ہے کہ انسان عملی طور پر بھی خدا کی راہ میں مشکلات کو برداشت کر کے اس مقام پر پہنچا ہے۔ جیسے کہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی کا ایک حصہ انتہائی دکھوں اور مصیبتوں کا زمانہ تھا۔

---

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مجلس انصار اللہ برطانیہ کے سالانہ اجتماع 2021ء سے خطاب کرتے ہوئے انصار کو توجہ دلائی کہ

'' دین کا پیغام دنیا کے کونے کونے میں پھیلانا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ اس کے لیے ہمیں تعلق باللہ میں بھی ترقی کرنی ہوگی، تقویٰ میں بھی ترقی کرنی ہوگی، اپنے علم کو بڑھانے کی کوشش بھی کرنی ہوگی، اللہ تعالیٰ کے احکامات پر پوری طرح کاربند رہنے کے لیے بھی کوشش کرنی ہوگی۔''

---

اگر آپ رسالہ انصار الدین کے لیے مضمون لکھنے کے خواہشمند ہیں
تو بہتر ہے کہ کسی بھی موضوع پر اظہار خیال کرنے سے قبل
براہ راست ادارہ سے رابطہ فرمائیں
تا کہ آپ کی محنت اور قابلیت سے
بھرپور استفادہ کیا جا سکے
اور آپ کی نگارشات کی شمولیت سے
رسالہ کا معیار بھی مزید بہتر بنایا جا سکے۔
بذریعہ وٹس ایپ یا براہ راست رابطہ کے لیے
07443396495
بذریعہ ای میل رابطہ کرنے کے لیے
mahmud.a.malik@gmail.com

# ذکرِ حبیبؑ کم نہیں وصلِ حبیبؑ سے

(عبدالرحمٰن شاکر)

حضرت میرزا غلام احمد
آسماں پر ہے جن کا نام احمد
مظہرِ کامل اور رسولِ خدا
جن سے بڑھ کر نہ اُمّتی ہوگا
تھے خدا کے مسیح اور مہدی
اُمّتی ہو کے پایا نام نبی

حضرات کرام! آج سے 103 سال قبل مسیح موعودؑ کے والد حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب نے ایک مسجد تعمیر کروائی۔ ابھی صحن کے فرش کی کچھ اینٹیں لگنی باقی تھیں کہ بانیٔ مسجد کا 2 جون 1876ء کو انتقال ہوگیا اور وہ اپنی وصیت کے مطابق اسی مسجد کے جنوب مشرقی کونے میں دفن ہوئے۔

لالہ ملاوامل صاحب، جو قادیان کے ایک ہندو تھے، اس زمانے میں حضرت مرزا غلام احمد صاحبؑ کی خدمت میں اکثر حاضر رہتے۔ وہ بتلاتے ہیں کہ مَیں اپنی دکان سے دیکھ لیا کرتا تھا کہ مرزا صاحب مسجد میں تشریف لے آئے ہیں۔ تب میں دکان چھوڑ کر حاضر ہو جاتا تو آپ مجھے نہایت سبق آموز اخلاقی کہانیاں سنایا کرتے تھے۔ مسجد میں آپ اکثر وقت تلاوت قرآن مجید کرتے یا مسجد میں ٹہلتے ہوئے ذکر الٰہی میں مصروف رہا کرتے تھے۔

اس مسجد کا پہلا نام مسجد مغلیہ تھا۔ بعد میں جب حضرت اقدسؑ نے مامور ہونے کا اعلان فرمایا اور 1900ء میں "خطبہ الہامیہ" دیا تو اس میں حضورؑ نے فرمایا کہ یہ (مسجد)، مسجد اقصیٰ ہے۔ ایک وقت تھا کہ حضورؑ وہاں پر اکیلے ہی نمازی ہوتے تھے۔ شہر کے عام مسلمان اکثر جاہل، بے دین، علم سے بالکل بے بہرہ تھے۔ ان کا لباس بھی اکثر و بیشتر ایک لنگوٹی ہوتا تھا۔ ایک شخص مُلّاں حسینا ہوتا تھا جو لوگوں کو حضورؑ کے قریب جانے سے روکتا رہتا تھا۔ دوسرے حضورؑ کا ایک چچا زاد بھائی مرزا امام الدین تھا جو پرلے درجے کا بے ایمان اور دہریہ طبع آدمی تھا۔ حضور سرور کائنات ﷺ کی شان میں گستاخیاں کیا کرتا تھا۔ یہی شخص شاتم رسولِ مقبول ﷺ لیکھرام کو لاہور سے بلا کر لایا اور قادیان میں آریہ سماج کی شاخ قائم کی۔ اس سے اندازہ لگالیں کہ یہ کس قسم کا آدمی تھا۔

(1) مشکل یہ تھی کہ حضور کے خاندان کے سب لوگ بھی حضور کے خلاف تھے۔ وہ حضورؑ کی نیکی اور پارسائی کو ریاکاری سمجھتے تھے۔ خود تعویذ، جادوٹو نے پر یقین رکھتے تھے حتیٰ کہ حضورؑ کی زوجہ اوّل یعنی والدۂ مرزا سلطان احمد صاحب بھی اسی مخالف گروہ میں شامل تھی۔

ایسے حالات تھے کہ ایک دفعہ حضورؑ نے اپنے ایک خادم کو قادیان سے قریبی گاؤں بھینی میں بھجوایا کہ جا کر ان لوگوں سے کہے کہ وہ جمعہ کے روز نماز ادا کرنے قادیان آئیں۔ چنانچہ چودھری فتح محمد صاحب، جو اس زمانہ میں نوجوان تھے، بیان کرتے ہیں کہ ہم دو آدمی جمعہ کے لیے آئے۔ نماز میں امام میاں جان محمد کشمیری تھا۔ نماز کے بعد جب ہم گاؤں کو جانے لگے تو حضورؑ نے ہم کو خوشی سے آٹھ آٹھ آنے نقد اور ایک ایک چادر عنایت فرمائی۔

واضح ہو کہ حضورؑ کے خاندان میں ان دنوں چار خواتین ایسی تھیں جن کا نام حُرمت بی بی تھا۔ اوّل حضورؑ کے برادرِ اکبر مرزا غلام قادر صاحب کی اہلیہ یعنی حضورؑ کی بھابھی، دوسرے حضورؑ کی زوجہ اوّل، تیسرے حضورؑ کے فرزندِ اکبر مرزا سلطان احمد صاحب کی اہلیہ اوّل (اس خاتون نے بعد میں زہر کھا کر خودکشی کرلی تھی)۔ اور چوتھے حضورؑ کے سالے مرزا علی شیر کی اہلیہ تھی جو حضورؑ کی سخت مخالف تھی۔ چودھری فتح محمد صاحب یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ وہ اپنی امّاں کے ہمراہ مرزا سلطان احمد صاحب کے گھر گئے ہوئے تھے تو بھابھی صاحبہ نے مرزا سلطان احمد کو کہا تم بھی مسجد میں جا کر نماز پڑھ آیا کرو تا کہ تم باپ بیٹا کبھی تو ایک چھت کے نیچے جمع ہوسکو۔ اس سے اندازہ لگائیں کہ خاندان کس قدر حضورؑ کے خلاف تھا۔ یہ تمام فساد بھابھی صاحبہ نے ڈلوایا ہوا تھا مگر آخر کار یہ خاتون اپنے بھتیجے حضرت مرزا محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ہاتھ پر 1917ء میں بیعت کر کے داخلِ سلسلہ ہوئی اور 93 سال کی عمر پا کر بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہے۔

(2) چودھری غلام محمد صاحب گوندل ساکن چک 99 شمالی بیان کرتے ہیں کہ حضورؑ نے فرمایا کہ مَیں دو موتوں کے لیے مبعوث ہوا ہوں۔ اوّل وفات عیسیٰ علیہ السلام کے لیے اور دوسرے شیطان کی موت کے لیے۔

(3) چودھری غلام سرور صاحب نمبردار چک نمبر 55 پاک پتن فرماتے ہیں کہ حضورؑ نے ایک دفعہ خدا تعالیٰ کو اپنے والد حکیم مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کی شکل میں دیکھا کہ حضورؑ کے گلے میں پیارے سے ہاتھ ڈال کر فرمایا:

جے توں میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو

(4) حضرت مسیح موعود علیہ السلام چونکہ خدا تعالیٰ کے حکم سے کھڑے ہوئے تھے اس لیے حضور کو خدا تعالیٰ کی ذات پر محکم یقین تھا۔ چنانچہ جب حضورؑ 1905ء میں دہلی تشریف لے گئے تو وہاں کے مولویوں نے از خود ہی مباحثہ کا اشتہار دے دیا کہ جامع مسجد دہلی میں فلاں تاریخ کو فلاں وقت مرزا صاحب

قادیانی سے مباحثہ ہوگا۔لوگ ہزاروں کی تعداد میں جمع ہوگئے اور بعض تو نہایت بدارادہ لے کر گئے تھے۔حضور کے ساتھ صرف 12 دوست تھے۔جامع مسجد کے بڑے دَر میں حضورؑ کو بٹھایا گیا۔

جب مجمع میں زیادہ اشتعال پیدا ہوگیا تو منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلویؓ نے حضورؑ سے عرض کیا کہ حضور لوگوں میں جوش بہت پھیل گیا ہے۔حضورؑ نے نہایت اطمینان سے فرمایا ”منشی جی! بھلا مردے بھی زندوں کا کچھ بگاڑ سکتے ہیں؟“، جبھی توحضورؑ نے درثمین فارسی میں فرمایا ہے۔

بشنوید اے مُردگاں من زندہ ام

اے شبان تیرہ من تابندہ ام

(اے مُردہ لوگو! مَیں زندہ ہوں۔اے تاریکی کے فرزندو! مَیں تو روشن ہوں۔)

علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ نے کئی دفعہ حضور کو الہاماً بتایا تھا کہ وَ اللّٰہُ یَعۡصِمُکَ مِنَ النَّاس کہ اللہ تجھے لوگوں سے محفوظ رکھے گا۔پھر خوف کس بات کا کرتے ہو۔حضورؑ خود فرماتے ہیں ۔

اے آنکہ سُوئے من بہ دویدی بہ صد تبر

از باغباں بترس کہ من شاخ مُثمرم

(اے وہ جو میری طرف سو کلہاڑیاں لے کر دوڑا آرہا ہے باغباں سے ڈر کیونکہ مَیں پھل دار شاخ ہوں۔باغ کا مالک پھل دار شاخ کو کاٹنے نہیں دیتا۔)

(5) ایک دفعہ منشی ظفر احمد صاحب اور منشی عبداللہ سنوری صاحب دونوں حضور کے پاس قادیان میں مقیم تھے کہ حضورؑ کی کوئی اہم پیشگوئی پوری ہوئی تو منشی ظفر احمد صاحب کہنے لگے: ”حضور مبارک ہو۔ بڑی بھاری پیشگوئی پوری ہوئی ہے ۔آج ہمیں کچھ کھلائیں۔حضورؑ نے پوچھا: آپ کیا کھانا چاہتے ہیں؟منشی صاحب غالباً دال سبزی کھا کھا کر اُکتا گئے تھے، کہنے لگے حضورؑ گوشت کھلائیں۔ فرمایا: بہت اچھا۔

مگر قادیان میں گوشت کہاں سے ملنا تھا؟ کرنا خدا کا یہ ہوا کہ تھوڑی دیر بعد بٹالہ سے ایک قصاب گوشت لے کر آ گیا۔اس سے حضورؑ نے گوشت خریدا۔

جب قدیم مسجد مبارک قادیان میں حضورؑ اور دونوں مہمان کھانا کھانے کے لیے بیٹھے تو چند لقموں کے بعد منشی ظفر احمد صاحب نے آہستہ سے منشی عبداللہ سنوری صاحب سے کہا کہ یہ تو صرف شوربا ہے گوشت کا تو نام بھی نہیں؟ سنوری صاحب نے حضور سے عرض کیا کہ حضور یہ تو صرف شوربا ہے، گوشت تو نظر نہیں آتا۔حضور فرمانے لگے: ہاں بات تو ٹھیک ہے۔ میں اندر جا کر گھر والوں سے دریافت کر کے آتا ہوں۔حضور اندر گئے اور حضرت امّ المؤمنینؓ صاحبہ سے کہا کہ ”منشی صاحب کہتے ہیں کہ یہ تو شوربا ہے گوشت تو ہے ہی نہیں۔“ حضرت اماں جان نے ازراہِ مذاق کہہ دیا ’وہ گوشت بہت نرم تھا گھل مل گیا ہے۔‘ حضورؑ نے واپس آ کر وہی جواب منشی صاحبان کو سنا دیا۔

تھوڑی دیر کے بعد منشی ظفر احمد صاحبؓ نے پھر منشی عبداللہ سنوری سے کہا کہ اگر گوشت گل گیا تھا تو پھر ہڈیاں کہاں گئیں؟ منشی عبداللہ سنوری صاحب نے پھر حضرت علیہ السلام سے کہا کہ حضور پھر ہڈیاں کہاں گئیں؟ حضورؑ نے چونک کر فرمایا واقعی یہ بات قابل غور ہے۔ مَیں اندر جا کر دریافت کر کے آتا ہوں۔حضورؑ کے دریافت کرنے پر حضرت اماں جان صاحبہ نے پھر کہہ دیا کہ ہڈیاں بھی بیچ میں ہی گل گئی تھیں اور حضورؑ نے یہی جواب آ کر سنا دیا۔تب وہ لاجواب ہو کر کھانا کھانے لگ گئے کہ اتنے میں ایک خادمہ نے اندر سے بڑی سی پلیٹ میں بہت سارا گوشت لا کر سامنے رکھ دیا۔

حضرات! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ حضورؑ کو مطلق اسباب کی طرف دھیان نہ تھا کہ سالن میں سے بوٹیاں کدھر گئیں۔آپ صرف زندہ رہنے کے لیے کھاتے تھے کسی قسم کا چسکا ہرگز نہ تھا۔حضورؑ کی توجہ کھانے کی طرف نہ تھی بلکہ دماغ کوئی اعلیٰ روحانی مسائل سوچ رہا ہوتا تھا۔ ویسے بھی عام طور پر حضورؑ کی خوراک ایک چپاتی کا چوتھا حصہ ہوتا تھا۔سعدی نے خوب کہا ہے۔

خوردن برائے زیستن و ذکر کردن است

تُو معتقد کہ زیستین از بہر خوردن است

(کھانا تو جینے اور یادِ خداوندی کے لیے ہے۔

تُو اس کا معتقد ہے کہ زندگی محض کھانے کے لیے ہے۔)

آخر میں حضور علیہ السلام کی ایک نہایت سبق آموز نصیحت درج کر کے ختم کرتا ہوں۔یہ اقتباس اخبار الحکم (24 اگست 1907ء) سے لیا گیا ہے:

”ہماری جماعت کو سرسبزی نہیں آئے گی جب تک وہ آپس میں سچی محبت نہ کریں۔جسے پوری طاقت دی گئی ہے وہ کمزور سے محبت کرے۔ میں سنتا ہوں کہ کوئی کسی کی لغزش دیکھتا ہے تو وہ اس سے اخلاق سے پیش نہیں آتا بلکہ نفرت اور کراہت سے پیش آتا ہے حالانکہ چاہیے تو یہ کہ اس کے لیے دعا کرے۔محبت کر کے نرمی اور اخلاق سے سمجھائے مگر اس کے کینے میں زیادہ ہوتا ہے۔اگر عفو نہ کیا جائے اور ہمدردی نہ کی جائے اس طرح بگڑتے بگڑتے انجام بد ہو جاتا ہے۔خدا تعالیٰ کو یہ منظور نہیں۔ جماعت تب بنتی ہے کہ بعض بعض کی ہمدردی کر کے پردہ پوشی کی جاوے۔جب یہ حالت پیدا ہو تب ایک وجود ہو کر ایک دوسرے کے جوارح ہو جاتے ہیں اور اپنے تئیں حقیقی بھائی سے بڑھ کر سمجھتے ہیں۔ایک شخص کا بیٹا ہو اور اس سے کوئی قصور سرزد ہو تو اس کی پردہ پوشی کی جاتی ہے اور اس کو الگ سمجھایا جاتا ہے۔تو کیا بھائیوں کے حقوق یہی ہیں؟

یہ طریق نامبارک ہے کہ اندرونی پھوٹ ہو۔خدا تعالیٰ نے صحابہ کو بھی یہی طریق یعنی نعمت اخوت یاد دلائی ہے۔اگر وہ سونے کے پہاڑ بھی خرچ کرتے تو وہ اخوت ان کو نہ ملتی جو رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ ان کو ملی۔اس طرح پر خدا تعالیٰ نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے اور اسی قسم کی وہ اخوت یہاں قائم کرے گا۔اللہ تعالیٰ پر مجھے بڑی امیدیں ہیں۔ اس نے وعدہ کیا ہے جَاعِلُ الَّذِیۡنَ اتَّبَعُوۡکَ فَوۡقَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ۔

مَیں یقیناً جانتا ہوں کہ وہ ایک جماعت قائم کرے گا جو قیامت تک منکروں پر غالب رہے گی مگر یہ دن جو ابتلا کے دن ہیں اور کمزوری کے ایام ہیں ہر ایک شخص کو موقع دیتے ہیں کہ وہ اپنی اصلاح کرلے اور اپنی حالت میں تبدیلی کرے۔دیکھو ایک دوسرے کا شکوہ کرنا اور دل آزاری کرنا اور سخت زبان کر کے ایک دوسرے کے دل کو صدمہ پہنچانا اور کمزوروں اور عاجزوں کو حقیر سمجھنا سخت گناہ ہے۔“

# بین الاقوامی کسرِ صلیب کانفرنس، لندن

(بشیر احمد رفیق خان)

مئی 1977ء کی بات ہے کہ خاکسار نے برطانیہ کے اخبارات میں یہ خبر پڑھی کہ 1978ء کے آغاز میں برطانیہ کی بعض عیسائی تنظیمیں ''مقدس کفن'' کے موضوع پر ایک کانفرنس کا انعقاد کریں گی جس میں اس بات کا تعین کیا جائے گا کہ آیا یہ ''مقدس کفن''، جسے The Shroud بھی کہا جاتا ہے، حقیقی ہے یا جعلی۔

یہ ''مقدس کفن'' سالہا سال سے اٹلی کے شہر ٹورین Turin کے مرکزی کلیسا میں محفوظ ہے۔ انیسویں صدی کے وسط میں جب پہلی مرتبہ اس کی تصاویر اتاری گئیں تو حیرت انگیز طور پر ان تصاویر میں ایک شبیہ نظر آئی جس کے ہاتھوں اور پیروں پر زخموں کے نشانات تھے اور پسلیوں سے خون رسنے کے دھبے بھی نمایاں نظر آرہے تھے جو اس بات کا واضح ثبوت تھا کہ جس شخص کو اس کپڑے میں لپیٹا گیا تھا، اس کی حرکتِ قلب برقرار تھی اور اسی لیے کپڑے میں لپیٹے جانے کے بعد بھی زخموں سے خون رِس رہا تھا۔ عیسائی عقیدہ اور تحقیق کے مطابق یہ وہ کپڑا تھا جسے بطور کفن استعمال کیا گیا تھا اور حضرت مسیح علیہ السلام کو صلیب سے اتارنے کے بعد پہنایا گیا تھا۔ اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ یہی وہ ''مقدس کفن'' ہے جس میں حضرت مسیح علیہ السلام کو لپیٹا گیا تھا تو پھر پورے یقین سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ صلیب سے اتارے جانے اور قبر میں رکھے جانے کے بعد بھی ان کے دل کی حرکت جاری تھی اور وہ زندہ تھے۔

خاکسار نے جب یہ اخباری رپورٹیں پڑھیں تو انہیں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں اس درخواست کے ساتھ بھجوا دیا کہ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہمیں بھی 1978ء کے وسط میں ایک بین الاقوامی کانفرنس کا انعقاد کرنا چاہیے جس میں ہم یہ ثابت کریں کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے صلیب کی لعنتی موت سے نجات عطا فرمائی تھی اور رومن حکومت یہودیوں کے ساتھ مل کر اُن کو صلیب کی لعنتی موت سے ہمکنار کرنے میں ناکام ہو گئی تھی۔ خاکسار نے اس درخواست میں حضورؒ سے یہ بھی استدعا کی کہ حضورؒ خود اس کانفرنس میں شرکت فرمائیں اور اسے خطاب فرمائیں۔

حضورؒ نے خاکسار کی اس درخواست کو منظور فرماتے ہوئے خاکسار کو ایک ہفتہ کے لیے ربوہ حاضر ہونے کی ہدایت فرمائی تا تمام امور پر غور ہو سکے۔ خاکسار نے مجلس عاملہ کے اجلاس میں حضورؒ کی منظوری اور کانفرنس میں بہ نفسِ نفیس شرکت کرنے کی خوشخبری سنائی۔ مجلس عاملہ نے تفصیلی طور پر سب امور کا جائزہ لیا۔ خاکسار ان کے مشوروں کے ساتھ عازم ربوہ ہو گیا اور مجلس عاملہ کے مشوروں اور تجاویز کو حضورؒ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حضورؒ نے اگلے دن مکرم وکیل التبشیر صاحب کو بھی مشاورت کے لیے طلب فرمایا اور کانفرنس کے انعقاد کے سلسلہ میں تفصیلی گفتگو ہوئی۔ حضورؒ نے کانفرنس کے انعقاد کی منظوری عطا فرماتے ہوئے اس سلسلہ میں کیے جانے والے اخراجات کے بجٹ کی منظوری بھی عطا فرمائی۔ واپسی پر خاکسار نے مجلس عاملہ کو ربوہ میں کیے جانے والے فیصلوں سے آگاہ کیا اور کانفرنس کے انتظامات کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے ایک کمیٹی بھی بنائی گئی اور یہ فیصلہ کیا گیا کہ کانفرنس کا انعقاد 4,3,2 جون 1978ء کو کیا جائے۔

اس کانفرنس کی تشہیر کے سلسلہ میں اخبارات ٹی وی اور ریڈیو کو سلسلہ احمدیہ کے تعارف اور کاموں پر مبنی نیوز لیٹر بھی کثرت سے بھجوائے جانے کا اہتمام کیا گیا۔ لندن کے اخبار ٹائمز The Times میں ہم نے ایک اشتہار چند مرتبہ شائع کرایا جس میں کانفرنس کے اغراض و مقاصد اور سلسلہ احمدیہ کے تعارف کے ساتھ ساتھ قارئین کو کانفرنس میں شرکت کی دعوت بھی دی۔ برمنگھم ٹیلی ویژن پر بھی خاکسار کو کانفرنس کے بارہ میں بات چیت کے لیے بلایا گیا۔ درجنوں اخبارات و رسائل نے ہمارے انٹرویوز شائع کیے۔ ریڈیو پر بھی متعدد مرتبہ کانفرنس کا تذکرہ ہوا اور ہمارے انٹرویوز ہوئے۔

☆ اخبار ''جنگ'' لندن نے 7 دسمبر 1977ء کی اشاعت میں محلہ خانیار میں حضرت مسیح علیہ السلام کی قبر کی تصویر دے کر یہ خبر شائع کی:

## حضرت عیسیٰؑ سرینگر میں دفن ہیں

(برطانیہ کی احمدیہ جماعت کا دعویٰ)

لندن (نمائندہ جنگ) برطانیہ کی احمدیہ جماعت اگلے سال 2 تا 4 جون لندن کے کامن ویلتھ انسٹی ٹیوٹ میں ایک بین الاقوامی کانفرنس منعقد کر رہی ہے۔ جس میں اس مسئلہ پر ماہرین، مفکرین اور مؤرخین احمدی جماعت کے اس عقیدہ کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش کریں گے کہ حضرت عیسیٰ مسیح کو صلیب پر تو ضرور چڑھایا گیا تھا مگر ان کا انتقال صلیب پر نہیں ہوا بلکہ وہ لمبی عمر پانے کے بعد سرینگر (کشمیر، انڈیا) میں وفات پا گئے جہاں آج بھی ان کا مقبرہ ہے۔ یہ حیرت انگیز انکشاف لندن میں احمدی مسجد کے امام مسٹر بشیر احمد رفیق نے ایک پریس کانفرنس میں جمعہ کو کیا، جو والڈ و ورف ہوٹل میں منعقد ہوئی تھی۔ اس پریس کانفرنس میں حضرت عیسیٰ کے اس مبینہ مقبرہ کی تصویر بھی تقسیم کی گئی جس کی کھوج قادیانی فرقہ کے بانی مرزا غلام احمد نے سرینگر (کشمیر) میں لگائی تھی اور جس کا تفصیلی ذکر مرزا

صاحب نے اپنی کتاب ''مسیح ہندوستان میں'' میں کیا ہے۔ امام صاحب نے کہا کہ اس بین الاقوامی کانفرنس کے ساتھ ہی احمدی جماعت کی تبلیغ کا کام بھی عالمگیر پیمانہ پر شروع ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ ساری دنیا میں اس فرقہ کے ماننے والوں کی مجموعی تعداد ایک کروڑ ہے جس میں سے کوئی دس ہزار برطانیہ میں ہیں۔''

☆ برطانیہ کے ایک کثیر الاشاعت اخبار Catholic Herald نے اپنی اشاعت مورخہ 9 دسمبر 1977ء میں لکھا:

## Muslim Sect with doubts about Christ.

Britain is a field ripe for conversion to Islam, according to Imam Rafiq, the leader of the Ahmadiyya Muslim sect in this country.

A nation wide crusade to be launched next year culminating in an International Conference in London which will take as its theme, "The Deliverance of Jesus from the Cross,"

Speaking at the launch of the crusade, Mr. Rafiq explained that the Ahmadiyya felt it was time to bring Europe and America back to a living communion with God. He felt Christianity had failed to do this.

The Ahmadiyyas claim that their beliefs are synonymous with Islam, but many would disagree with that view. Of the 2,000,000 Muslims in Britain only 11,000 are Ahmadiyyas.In Pakistan the sect has been declared "non Muslim".

The belief which will be promulgated throughout Britain next year by sermons from doorstep missionaries and the distribution of Ahmadiyya literature, differ from main-line Islam as well as Christianity.

They believe that our Lord and Muhammad were just human prophets who have now been outshone by the 18th century Hazrat Mirza Ghulam Ahmad, whom they revere as the promised Messiah. Since main line Muslims admit the humanity of Muhammad, the Ahmadiyya concentrate on disproving the divinity of Christ.

They have taken great interest in the Turin Shroud, which they hope will prove conclusively that Jesus was alive when he was taken down from the Cross. They allege that after Jesus had been cared for by his apostles, he went to India in search of the Lost Tribes of Israel.

Their most tangible evidence is an ancient tomb in Kashmir which they say has been"Confirmed" by archaeological excavation although they refuse to allow the tomb to be opened on the grounds that such action would be contrary to Muslim law.

They identify the tomb as the resting place of Yus Asaph which they claim is the Arabic form of "Jesus the Gatherer" although the Koranic form of our Lord, name is Aisa.

The Ahmadiyyas are as optimistic as they are evangelical. Missionaries have been sent to places as unlikely as Rome and Israel. They believe they will succeed in effecting their founder's prophecy of international acceptance of Ahmadiyya Islam.

Each convert undertakes to give 16 percent of his income to a central fund to finance schools, printing presses and scholarships."

انگلستان اور یورپ کے بے شمار اخبارات نے ہماری اس کانفرنس کی خبریں شائع کیں۔ ریڈیو، ٹیلی ویژن اور اخباری انٹرویوز کے ذریعہ بھی کثرت سے اس کانفرنس کی تشہیر ہوئی۔ برمنگھم ٹی وی اور جلنگھم T.V کے نمائندگان نے خاکسار کے انٹرویوز دکھائے۔ لندن کے ریڈیو L.B.C اور B.B.C نے خاکسار کے انٹرویو نشر کیے اور اس طرح خدا تعالیٰ کے فضل سے کانفرنس کے انعقاد سے قبل ہی جماعت احمدیہ اور حضرت مسیح علیہ السلام کی صلیبی موت سے نجات پانے کے عقیدہ کی خوب تشہیر ہوئی۔ انگلستان کے مشہور ریڈیو 4 پر بھی خاکسار کا ایک مفصل انٹرویو، جو سوالات و جوابات پر مشتمل تھا، نشر ہوا اور اس طرح کروڑوں لوگوں تک پیغام حق پہنچ گیا۔ الحمدللہ

دسمبر 1977ء میں لندن سے شائع ہونے والے مشہور اخبار'' ڈیلی ٹیلی گراف'' نے، جس کی روزانہ اشاعت 10 لاکھ سے اوپر ہے، اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ کانفرنس والے دن شائع ہونے والے سنڈے میگزین میں ایک خصوصی مضمون شائع کرنا چاہتے ہیں۔ یہ خاکسار کے لیے بہت بڑی خبر تھی۔ چنانچہ دسمبر 1977ء میں جب خاکسار نے جلسہ سالانہ ربوہ کی تیاری کی تو کسر صلیب کانفرنس کی تشہیر کے لیے بعض اخبارات کے نمائندگان کو بھی ہمراہ لانے کے لیے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں درخواست کی تا کہ اُن کی تحقیق کو کانفرنس کے دوران پیش کیا جاسکے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں متعدد بڑے بڑے اخبارات کو دعوت دی گئی۔ بالآخر انگلستان کے مشہور اور کثیر الاشاعت اخبار Sunday Telegraph نے اپنا ایک نمائندہ اور ایک فوٹو گرافر میرے ساتھ اس سفر پر بھجوانے کے لیے آمادگی ظاہر کردی لیکن یہ شرط لگائی کہ یہ دونوں نمائندے اخبار کی طرف سے ان کے خرچ پر جائیں گے اور ہم سے اس سلسلہ میں سوائے مہمان نوازی کے اَور کچھ قبول نہ کریں گے۔ حضورؒ نے اس کی منظوری دے دی۔ چنانچہ Mr. Phillip نامی اخبار نویس اور ایک اعلیٰ فوٹو گرافر نے میرے ساتھ رابطہ کیا۔ ہم مقررہ تاریخ پر ربوہ پہنچے۔

ربوہ میں حضورؒ نے ازراہِ شفقت مسٹر فلپ کو ایک تفصیلی انٹرویو دیا اور حضرت مسیح علیہ السلام کے صلیب سے بچ جانے اور سفر کشمیر اور وہاں وفات اور تدفین کے بارہ میں تفصیلی معلومات پیش کیں اور فرمایا کہ آپ لوگ ایک آزاد ملک کے ایک آزاد اخبار کے نمائندہ ہیں۔ بشیر احمد رفیق تمہاری مہمان نوازی اور مدد کے لیے تمہارے ساتھ ہوں گے۔ آپ لوگ آزادی کے ساتھ جو بھی تحقیقات کرنا چاہیں، کریں۔

ان نمائندگان نے جلسہ سالانہ میں شرکت کی۔ بزرگان اور علماء سلسلہ سے ملاقاتیں کیں۔ بے شمار تصاویر تیار کیں اور جلسہ سالانہ کے اعلیٰ انتظامات سے بے حد متاثر ہوئے۔ جلسہ کے اختتام پر ہم تینوں براستہ لاہور قادیان کے لیے

روانہ ہوئے۔قادیان میں حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کو ہمارے پہنچنے کی اطلاع دے دی گئی تھی۔ چنانچہ قادیان کے ایک وفد نے بارڈر پر ہمارا استقبال کیا۔ قادیان میں ہمارا قیام تین چار روز رہا۔ اس دوران مسٹر فلپ کو تمام تاریخی مقامات دکھائے گئے۔ ان کے سوالات کے جوابات دیے گئے۔ قادیان سے ہم امرتسر گئے اور وہاں سے Air India کی فلائیٹ پر سرینگر کے لیے روانہ ہوئے۔ سرینگر ایئر پورٹ پر جناب غلام نبی صاحب، جو وہاں جماعت کی طرف سے بطور مبلغ تھے، نے ہمارا استقبال کیا۔ ان کے ساتھ پریس کے بعض نمائندگان بھی تھے جنہیں میں نے مختصراً انٹرویو کے دوران اپنے دورہ کے مقاصد سے آگاہ کیا اور وعدہ کیا کہ دورہ کے اختتام پر ہم ایک پریس کانفرنس کریں گے۔

ہمارے سرینگر میں قیام کا انتظام Oberoi ہوٹل میں کیا گیا تھا۔ یہ پارٹیشن سے پہلے مہاراجہ کا محل ہوا کرتا تھا۔ جھیل ڈل کے کنارے یہ ایک وسیع و عریض بلڈنگ ہے۔ ہوٹل سے جھیل ڈل کا نظارہ نہایت دلکش اور خوبصورت ہے۔ اگلے دن ہم جناب غلام نبی صاحب کی معیت میں محلہ خانیار میں حضرت مسیح علیہ السلام کے مزارِ مبارک کی زیارت کے لیے روانہ ہوئے۔ یہ مزار وہاں انیس سو سال سے مرجع خلائق ہے۔ عام طور پر اسے یوز آصف نبی کی قبر کہا جاتا ہے۔ قبر یہودیوں کے مزارات کے طرز پر بنائی گئی ہے۔ اس میں ایک زمین دوز کمرہ ہے جس میں ایک چھوٹی سی کھڑکی رکھی گئی ہے۔ اصل قبر نیچے زمین دوز کمرہ میں ہے۔ قبر کا رُخ مسلمانوں کی قبروں سے بالکل مختلف شرقاً غرباً ہے، جو یہودیوں کا طریقہ ہے۔ اس کے قبرِ مسیح ہونے کی ایک زبردست دلیل یہ ہے کہ اس قبر کے ساتھ ایک پتھر پر زمانۂ قدیم سے موم بتی روشن کی جاتی ہے اور اس پر موم پگھلتا چلا گیا ہے۔ چند سال قبل جب اس قبر کے بارہ میں تحقیق کی جا رہی تھی تو موم کی تہوں کو کھرچ کھرچ کر ہٹایا گیا۔ جب پتھر صاف ہو گیا تو دیکھا گیا کہ اس پر حضرت مسیحؑ کے قدموں کے نشانات کندہ ہیں۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ نشان کندہ کرانے والوں نے پیروں پر زخموں کے نشانات بھی کندہ کرا دیے تھے جو اس بات کا حتمی ثبوت ہے کہ زمانۂ قدیم سے لوگوں کا یہ عقیدہ تھا کہ اس قبر میں جو شخصیت محوِ خواب ہے، اسے صلیب دی گئی تھی ورنہ اس کے پیروں پر زخموں کے نشان کیوں دیے جاتے؟

ہم جب مقبرہ پر پہنچے تو وہاں کوئی موجود نہ تھا۔ تھوڑی دیر بعد ایک شخص آیا۔ اس نے بتایا کہ وہ اس مقبرہ کا مجاور ہے۔ اس نے دروازہ کھولا اور ہم اندر داخل ہو گئے۔ مقبرہ کے ماحول اور ہمارے وہاں جانے کے متعلق مسٹر فلپ نے 4رجولائی 1978ء کے ”سنڈے ٹیلی گراف میگزین“ میں لکھا:

"It was an experience to make even a casual Church of England back slider feel deeply uneasy.A taxi had taken me from the most extravagant hotel in Kashmir to a crossroads in one of the poorest areas in Srinagar, the capital. Cows, goates and children struggled through the mud and worse. On one corner was a small booth which served as a butchar's shop. On another was a two storey house which turned out to be a factory serving the trinket trade.

Opposite them, in the corner of a disused cemetary occupied by fierce stray dogs, was a small white building with a corrugated iron roof. "There you are," said my guide "The Tomb of The Jesus Christ".

ہم مقبرہ کے اندر داخل ہوئے۔ عمارت کے اندر ایک چوبی جنگلہ بنا ہوا ہے جس کے اندر دو قبریں ہیں۔ ایک قبر حضرت مسیح علیہ السلام کی اور دوسری قبر ایک مسلمان بزرگ سید نصیر الدین صاحب کی ہے جو پندرھویں صدی عیسوی میں گذرے ہیں۔ آپ حضرت یوز آصف نبی کی تعلیمات سے بے حد متاثر تھے اس لیے آپ نے وفات کے وقت اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ انہیں حضرت یوز آصف نبی یعنی حضرت مسیح کے مقبرہ میں ان کے نزدیک دفن کیا جائے۔

ہماری درخواست پر اور کچھ نذرانہ پیش کرنے پر مجاور صاحب نے ہمیں اس جنگلہ میں داخل ہونے کی اجازت دے دی۔ کمرہ میں اندھیرا تھا چنانچہ مجاور صاحب نے موم بتیاں جلا کر قبر کا ماحول روشن کر دیا۔ میں نے قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر تضرّع سے دعا کی کہ مولیٰ کریم یہ تیرے اس بزرگ نبی کی قبر ہے جو وحدانیت کو دنیا میں پھیلانے کے لیے مبعوث ہوا تھا اور جس نے بنی اسرائیل سے شرک کو مٹانے کے لیے ساری زندگی جدوجہد کی تھی۔ آج اس کے نام پر اس کے متبعین ایک عظیم شرک میں مبتلا ہیں اور تیرے اس پاک بندے کو خدائی کے تخت پر بٹھاتے ہیں۔ تُو اپنے فضل سے ایسے سامان پیدا فرما کہ یہ روزِ روشن کی طرح ثابت ہو جائے کہ وہ صلیب سے زندہ اتر آئے اور اس مقبرہ میں مدفون ہوئے۔ تا کہ شرک ملیا میٹ ہو جائے اور دُنیا میں، بالخصوص ان کے متبعین میں، وحدانیت کی طرف رجوع ہو اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے تیرا وعدہ، کہ ان کے ذریعہ کسرِ صلیب ہو گی، شان کے ساتھ پورا ہو۔ آمین

دعا سے فارغ ہوا تو مسٹر فلپ کی درخواست پر مجاور صاحب نے تصاویر کھینچنے کی بخوشی اجازت دے دی۔ چنانچہ ہم نے قبرِ مسیحؑ کی اور ان پتھروں کی جن پر ان کے زخمی قدم مبارک کے نقوش ہیں، تصاویر اُتاریں جو خلافت لائبریری میں محفوظ ہیں۔ قبر پر جو کتبہ ہے وہ محکمہ آثارِ قدیمہ کشمیر کا لگایا ہوا ہے۔ اس پر درج ہے کہ یہ یوز آصف نبی کی قبر ہے جو صدیوں قبل دور دراز ملکوں سے ہوتے ہوئے یہاں آئے اور ساری عمر عبادت و تبلیغ میں بسر کی۔ اس بات کے ثبوت میں، کہ یوز آصف اور مسیح ناصری ایک ہی وجود کے دو نام ہیں، بے شمار شہادتیں موجود ہیں۔ میں صرف ایک شہادت یہاں پیش کرتا ہوں۔

Sir Francis Younghusband جو لمبے عرصہ تک کشمیر میں برطانوی ریزیڈنٹ کے طور پر قیام پذیر تھے، لکھتے ہیں:

"There resided in Kashmir some 1900 year ago a saint of the name of Yaz Asaf, who preached in parables and used many of the same parables as Christ uses, as for instance, the parable of the sower. His tomb is in Srinagar….and the theory is that Yuz Asaf and Jesus are one and the same person. When the people are in appearance of such a decided Jewish Cast, it is curious that such a theory should exit."

(Sir Francis Younghusband, page 112)

حضرت مسیح علیہ السلام کی کشمیر آمد اور ان کی قبر کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی معرکہ آرا کتاب ”مسیح ہندوستان میں“ پڑھنے کے قابل ہے۔

مقبرہ سے باہر نکلے تو مسٹر فلپ نے ایک بوڑھے کشمیری کی طرف اشارہ

کر کے کہا کہ مَیں اس سے کچھ سوالات پوچھنا چاہتا ہوں، تم صرف ترجمانی کرو، اپنے پاس سے کوئی بات شامل نہ کرنا۔ مَیں نے کہا کہ جو گفتگو ہوگی اس کی گواہی مجاور صاحب دے سکتے ہیں جو تھوڑی بہت انگریزی جانتے تھے۔ چنانچہ اس کشمیری بزرگ کو بلایا گیا اور جو مکالمہ ہوا وہ کچھ اس طرح تھا:

مسٹر فلپ: آپ کی عمر کیا ہوگی اور آپ کب سے سرینگر میں آباد ہیں؟

بزرگ کشمیری: میری عمر 80 سال سے اوپر ہے اور میں سرینگر میں ہی پیدا ہوا۔ اور ساری عمر یہیں گزار دی ہے۔

مسٹر فلپ: اس مقبرہ کے بارہ میں آپ کیا جانتے ہیں؟

بزرگ کشمیری: یہ یوز آصف نبی کا مقبرہ ہے جو سنا ہے 1900 سال قبل کشمیر میں کسی دور دراز ملک سے آئے تھے اور یہاں اپنا وقت زیادہ تر عبادات اور اس وقت کے کشمیری لوگوں کو نصیحت کرنے میں گزارتے تھے۔ میں نے یہ بھی سنا ہے کہ آپ کی وفات سو سال سے اوپر کی عمر میں ہوئی۔

مسٹر فلپ: اس قبر کے بارہ میں آپ کو جو بھی معلومات ہیں بتائیں۔

بزرگ کشمیری: قبر نیچے Basement میں ہے۔ باہر گلی کی طرف اس میں ایک کھڑکی ہوا کرتی تھی جواب بند کر دی گئی ہے۔ اس کھڑکی سے ہمیشہ نہایت اعلیٰ قسم کی خوشبو نکلا کرتی تھی۔ لوگ کھڑکی کے اندر ہاتھ ڈال کر باہر نکالتے تو سارا دن ان کے ہاتھوں سے خوشبو آتی تھی۔ یہ بھی ہمیشہ سے مشہور چلا آتا ہے کہ قبر پر کھڑے ہو کر دعائیں کی جائیں تو قبول ہوتی ہیں۔

قبر مسیح کی زیارت سے فارغ ہو کر ہم واپس ہوٹل چلے آئے۔ شام کو مَیں نے فدا حسنین صاحب کو فون کیا۔ آپ یونیورسٹی آف کشمیر میں پروفیسر ہیں، آرکیالوجی میں اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں اور قبر مسیح پر بہت کچھ تحقیق کر چکے ہیں اور اس موضوع پر چند کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔ آپ کا تعلق جماعت احمدیہ سے نہیں ہے۔ فدا حسنین صاحب نے فون پر بتایا کہ انہیں اخبارات کے ذریعہ ہماری آمد کا علم ہو چکا ہے اور وہ خود ہم سے ملنے کے خواہش مند ہیں۔ چنانچہ اسی شام کو ایک ریسٹورینٹ میں ان سے ملاقات کا وقت طے ہو گیا۔

شام کو ہم تینوں یعنی مسٹر فلپ، فوٹو گرافر صاحب اور خاکسار ریسٹورنٹ پہنچے تو فدا صاحب کو اپنا منتظر پایا۔ نہایت خوش اخلاق انسان ہیں۔ چہرہ پر سدا بہار مسکراہٹ رہتی ہے۔ انہوں نے تفصیل سے قبرِ مسیحؑ کے بارہ میں ہمیں بتایا اور فرمایا کہ انہوں نے اپنی تحریرات میں حتمی طور پر ثابت کیا ہے کہ یہ قبر حضرت مسیح علیہ السلام کی ہے۔ فدا صاحب نے اس موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نہایت اعلیٰ انداز میں خراجِ تحسین پیش کیا اور فرمایا کہ اصل تحقیق تو اُن کی ہے، باقی سب ان کے خوشہ چین ہیں۔ یہ ملاقات بہت معلوماتی اور روح پرور اور دلچسپ رہی۔ مسٹر فلپ بھی ان سے بہت متاثر ہوئے۔

فدا حسنین صاحب سے بعد میں لندن میں بھی میری کئی ملاقاتیں ہوئیں۔ ایک مرتبہ وہ تین دن ہمارے پاس لندن میں مقیم رہے۔ اس دوران خاکسار نے اُن کی ملاقات حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے بھی کرائی۔ انہوں نے حضورؒ کی خدمت میں اپنی تازہ کتاب The Fifth Gospel پیش کی۔ آپ نے اس کتاب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام Dedicate کر کے صفحہ اول پر حضور علیہ السلام کی تصویر کے ساتھ حضور علیہ السلام کی قبرِ مسیح کے بارہ میں تحقیقات کو خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔

اگلے تین چار دن مسٹر فلپ اور فوٹو گرافر صاحب تو اپنی تحقیق کے سلسلہ میں مختلف لوگوں سے ملتے رہے اور مَیں نے جماعت کی دعوت پر سرینگر سے باہر کی دو تین احمدی جماعتوں کا دورہ کیا۔ یہ بے حد روح پرور دورہ تھا۔ احباب جماعت کا خلوص، احمدیت کے لیے جوش و جذبہ اور خلافت احمدیہ سے دلی وابستگی دیکھ کر بار بار میری آنکھیں اشکبار ہوتی رہیں۔ بظاہر یہ لوگ غریب تھے اور سردی میں مناسب لباس نہ پہننے کی وجہ سے ٹھٹھرتے جاتے تھے لیکن ان کے قلوب ایمان کی گرمی سے مالا مال تھے۔ غرض سرینگر اور اس کے گرد و نواح میں ایک ہفتہ قیام کے بعد ہم براستہ قادیان واپس پاکستان آ گئے۔ سرینگر میں ہم نے قابلِ دید مقامات بھی دیکھے۔ ڈل جھیل میں کشتیوں کے نظارے بھی دیکھے اور دل یہ کہنے پر مجبور ہوا کہ یہ نظارے دنیا کے دلکش ترین نظارے ہیں۔

اگلے سال جون میں کانفرنس کا انعقاد ہوا تو مسٹر فلپ نے 6 جون 1978ء کے سنڈے ایڈیشن میں ایک تفصیلی مضمون تصاویر کے ساتھ شائع کیا۔ یہ ایک ملین کی تعداد میں شائع ہوا اور پھر دنیا کے مختلف اخبارات نے بھی اس کے چیدہ چیدہ حصے شائع کیے۔ مسٹر فلپ نے اس مضمون میں یہ بھی لکھا:

"There has been an Ahmadi mosque in Britain, the imperial homeland, since 1924. It is situated in Gressenhall Roal, south west London, and has small branches throughout Britain, with a strength of about 10,000. The Imam, Mr. B.A. Rafiq is a charming and cultivated man whose landowning family used to fight the British in the North west frontier area".

### کانفرنس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی شمولیت

مئی 1978ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کانفرنس میں شمولیت کے لیے تشریف لائے۔ نیز دنیا بھر سے کثرت سے احمدی احباب کی آمد کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا۔ انتظامات کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے احباب جماعت برطانیہ، مجلس عاملہ انگلستان اور کانفرنس کمیٹی نے دن رات ایک کر کے کام کیا اور ٹیم ورک کا اعلیٰ نمونہ دکھایا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

ہیتھرو ایئر پورٹ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ایک پُر ہجوم پریس کانفرنس کو خطاب فرمایا اور سوالات کے جوابات دیے۔ یہ گویا کانفرنس کا ایک رنگ میں آغاز تھا۔ کانفرنس میں عیسائی مقررین بھی شامل تھے۔ کشمیر کے مشہور آرکیالوجسٹ اور محقق فدا حسنین صاحب نے بھی کانفرنس میں اپنا مقالہ پڑھنا تھا لیکن انہیں بروقت ویزا نہ مل سکا اس لیے ان کا مقالہ پڑھوایا گیا۔

4 رجون 1978ء کو کانفرنس کا آخری دن اور اتوار تھا۔ اُس روز ''سنڈے ٹیلی گراف'' کے میگزین میں 6 صفحات اور متعدد تصاویر پر مشتمل قبر مسیح اور ہماری کانفرنس پر مضمون شائع ہوا۔ مضمون میں جلسہ سالانہ ربوہ کے مناظر کے علاوہ حضرت خلیفہ ثالثؒ اور حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خانؓ کی تصاویر تھیں۔ نیز مسیح علیہ السلام کے مقبرہ کی بھی متعدد تصاویر تھیں۔ یہ میگزین 10 لاکھ سے زائد کی تعداد میں شائع ہوا۔



# ویلز (برطانیہ) کے دارالحکومت کارڈف میں پہلی احمدیہ مسجد

# بیتُ الرَّحیم

## کی تعمیر کے لیے فنڈ ریزنگ تقاریب کا انعقاد

(رپورٹ: محمود احمد ملک)

یورپ میں پہلی احمدیہ مسجد یعنی مسجد فضل لندن کا سنگ بنیاد ٹھیک ایک سو سال قبل ۱۹۲۴ء میں حضرت خلیفۃالمسیح الثانیؓ نے رکھا تھا۔ ایک صدی قبل کا یہ وہ زمانہ تھا جب سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ کی دُوررس نگاہ یورپ کے کسی بھی مقام پر پہلی احمدیہ مسجد کی تعمیر کے لیے بے قرار تھی۔ چنانچہ ۱۹۱۹ء میں اس حوالے سے فیصلہ فرمانے کے بعد جب حضورؓ نے قادیان میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے اپنی اطاعت گزار جماعت کے مخلصین سے اس عظیم مقصد کے حوالے سے مالی قربانی کی اپیل فرمائی تو ہندوستان بھر کے بے شمار احمدیوں نے پیغام سنتے ہی اپنی ضروریات کو پس پشت ڈالتے ہوئے اپنی معمولی بچت بھی اپنے آقا کے قدموں پر نچھاور کرتے ہوئے اسے قبول فرمانے کی درخواست کی۔ تاریخ احمدیت میں خلیفہ وقت کی آواز پر لبّیک کہنے والے ایسے جانثار مردوں اور عورتوں کی بے شمار قربانیوں میں سے محض چند ایک کا ذکر محفوظ کیا جاسکا ہے۔ تاہم اُن قربانیوں کی دلگداز داستانیں پڑھ کر اُن تمام مردوزن کے لیے دل سے دعا نکلتی ہے جو بظاہر غریب تھے لیکن جن کے دل اس یقین سے پُر تھے کہ بارگاہ خلافت سے اٹھنے والی ہر آواز کے ساتھ برکتوں کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر وابستہ ہے۔ ان پاکیزہ روحوں کے ایمان اس قدر مضبوط تھے کہ انہیں یقین تھا کہ یورپ میں احمدیہ مساجد کی تعمیر کے ساتھ ہم احمدیوں کی نسلوں کا ایمان، ایقان اور روحانی ترقیات بھی وابستہ ہیں۔ چنانچہ ایک صدی گزر جانے کے بعد جب آج ہم دیکھتے ہیں تو خداتعالیٰ کی فعلی شہادت اس اظہار کے لیے کافی ثبوت ہے کہ خلیفۂ وقت کی آواز پر پیش کی جانے والی ان احمدیوں کی ادنیٰ قربانیاں بھی خداتعالیٰ کے حضور قبولیت کا درجہ پاگئیں اور خداتعالیٰ نے ان کی نسلوں پر اپنے فضلوں کی بارش برسادی۔ پس ہم یہ امید رکھتے ہیں کہ آج بارگاہ خلافت سے اٹھنے والی آواز پر لبّیک کہنے والوں کی پُرخلوص قربانیاں بھی اُن کی نسلوں کے لیے بے شمار پھل پھول لائیں گی اور ان شاءاللہ تعالیٰ یہ بابرکت سلسلہ قیامت تک چلتا چلا جائے گا۔

مقام غور ہے کہ ایک صدی قبل ساری جماعت مل کر یورپ میں صرف ایک مسجد کی تعمیر کے لیے جدوجہد کر رہی تھی۔ لیکن آج یورپ کے ہر اہم شہر میں احمدیہ مسجد کی تعمیر کے لیے لاکھوں پاؤنڈز کی قربانی اس امر کی شہادت دے رہی ہے کہ رضائے الٰہی حاصل کرنے اور اُس کے انعامات کا وارث بننے کے لیے یہ ایک بہترین نسخہ ہے۔ بیت اللہ کی تعمیر کے لیے قربانی پیش کرنا ایسا منافع بخش کاروبار ہے جس کے انعامات اس دنیا کے بعد بھی عطا ہوتے رہیں گے۔ ان شاءاللہ

مجلس انصاراللہ برطانیہ کو بھی یہ سعادت حاصل ہے کہ ۲۰۰۵ء میں مسجد ناصر ہارٹلے پول کی تکمیل کے بعد اب مسجد بیت الرحیم کارڈف کی تعمیر کے لیے سرگرم عمل ہے۔ ویلز کے دارالحکومت کارڈف میں احمدیہ مسجد کی تعمیر کی اہمیت غیر معمولی کیوں ہے اور اس کی تعمیر کا پس منظر کیا ہے۔ اس حوالہ سے مختصراً عرض ہے کہ ۲۰۱۱ء میں مجلس انصاراللہ برطانیہ کی مجلس شوریٰ میں ایک تجویز پر غور کرنے کے بعد سیّدنا حضرت خلیفۃالمسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں درخواست کی گئی کہ مجلس انصاراللہ برطانیہ کو ویلز کے دارالحکومت کارڈف میں ایک مسجد تعمیر کروانے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ اس سے قبل ویلز میں نماز سینٹرز تو قائم تھے لیکن باقاعدہ احمدیہ مسجد کوئی نہیں تھی۔ حضور انور کے اجازت عطا فرمانے کے بعد ۲۰۱۴ء میں ایک عمارت ساڑھے تین لاکھ پاؤنڈ کے عوض خریدی گئی۔ یہ خطیر رقم مجلس انصاراللہ برطانیہ کے اراکین نے جمع کرنے کی توفیق پائی۔ تاہم خریدی گئی جگہ پر باقاعدہ مسجد کی تعمیر اور توسیع کے لیے کونسل کے متعلقہ ادارے میں دی جانے والی درخواست مقامی مسلمان گروپوں کی شدید مخالفت کے باعث مسلسل التواء کا شکار ہوتی چلی گئی۔

مخالفین نے کارڈف شہر کے گھروں میں ایسے پمفلٹس بھی تقسیم کیے جن میں احمدیہ مسجد کی تعمیر کی مخالفت پر ابھارا گیا تھا۔ اس مسجد کی تعمیر کی مخالفت کرنے والوں میں بعض مسلمان کونسلرز بھی شامل تھے جنہوں نے اپنے اثر و رسوخ کو مسجد کی تعمیر کی اجازت نہ دینے کے لیے ہر ممکن استعمال کیا۔ چنانچہ تین چار بار پلیننگ پرمیشن مختلف اعتراضات کی بنا پر نامنظور کی جاتی رہی۔ اس التواء کے نتیجے میں ایک طرف تو تعمیراتی اخراجات میں اضافہ ہوتا گیا دوسری طرف منظوری کے مراحل میں کامیابی کے لیے قانونی ذرائع کے استعمال اور دیگر متفرق معاملات کی وجہ سے مجلس انصاراللہ کو غیر معمولی مالی بوجھ بھی برداشت کرنا پڑا۔ خدا تعالیٰ کے غیر معمولی تائید سے ہر قسم کی قانونی رکاوٹیں دُور ہو گئیں اور احمدیہ مسجد کی تعمیر کی اجازت آخر کار مل گئی۔

مارچ ۲۰۱۸ء میں مسجد کی تعمیر کی اجازت مل جانے کے بعد اندازہ تھا کہ ستمبر ۲۰۱۹ء میں مسجد کی تعمیر کا باقاعدہ آغاز کر دیا جائے گا اور قریباً ڈیڑھ سال کے عرصے میں یہ مکمل ہو جائے گی۔ لیکن بعض وجوہات کی وجہ سے اس پر ستمبر ۲۰۱۹ میں کام شروع نہیں ہو سکا۔ پھر عالمی وبائی بیماری کووِڈ کی وجہ سے حالات نے اس تعمیر کو شروع کرنے کی اجازت نہ دی اور قریباً چار سال تک اس سلسلے میں کوئی قابل ذکر پیش رفت ممکن نہیں ہو سکی۔

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ حالات معمول پر آنے کے بعد ۹/ستمبر ۲۰۲۳ء کو مسجد کی عمارت کا باقاعدہ سنگ بنیاد رکھا جا چکا ہے۔ اس موقع پر ایک خصوصی تقریب منعقد ہوئی جس میں قادیان سے لائی جانے والی ایک اینٹ پر سیّدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کی اور یہ بابرکت اینٹ مکرم امیر صاحب یوکے نے بنیاد میں نصب کی۔ تاہم قابل ذکر بات یہ بھی ہے مسجد کی تعمیر میں چار سال کے مزید التواء کی وجہ سے تعمیراتی اشیاء کے نرخوں میں مزید اضافہ ہو چکا ہے اور اب ایک اندازے کے مطابق اس منصوبے کی تکمیل کے لیے پہلے تخمینے سے قریباً ڈیڑھ ملین پاؤنڈ کی رقم زائد درکار ہو گی۔ بہر حال ہم جانتے ہیں کہ بیت اللہ کی تعمیر ایک عظیم سعادت ہے اور اس سعادت میں حصہ دار بننے کے لیے ہم انصار کو اپنے فرائض اخلاص اور محبت کے ساتھ ادا کرنے کی سعی کرنی چاہیے۔ انصار کو اُن کی ذمہ داری کی طرف متوجہ کرنے کے لیے اس حوالے سے خصوصی پروگراموں کے انعقاد کا ایک سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔




مسجد بیت الرحیم کی تعمیر کے حوالے سے فنڈ ریزنگ کے سلسلے کا پہلا نہایت ایمان افروز پروگرام مؤرخہ ۲۳/مارچ ۲۰۲۴ء بروز ہفتہ کی شام قریباً پانچ بجے مسجد بیت الفتوح کمپلیکس مورڈن کے طاہر ہال میں منعقد ہوا جس میں سوا چار سو سے زائد انصار شامل ہوئے۔ ہال کے ایک طرف مالی قربانی پیش کرنے والوں کے لیے سٹالز قائم تھے جن سے استفادہ کرتے ہوئے احباب نے نہ صرف نقد رقوم عطیہ کیں بلکہ ایک عرصے تک ماہوار رقوم کی ادائیگی کرنے یا یکمشت ادائیگی کرنے کے لیے گرانقدر وعدہ جات پیش کیے۔

شام پانچ بجے کے بعد تقریب کا آغاز مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت احمدیہ برطانیہ کی زیر صدارت تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ مکرم نسیم احمد باجوہ صاحب امام مسجد بیت الفتوح مورڈن نے سورۃ البقرہ کی آیات ۲۶۲ و ۲۶۳ کی تلاوت کی اور ان کا ترجمہ بیان کیا۔ ان آیات کا اردو ترجمہ (بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ) درج ذیل ہے: ”ان لوگوں کی مثال جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ایسے بیج کی طرح ہے جو سات بالیں اُگاتا ہو۔ ہر بالی میں سو دانے ہوں اور اللہ جسے چاہے (اس سے بھی) بہت بڑھا کر دیتا ہے۔ اور اللہ وسعت عطا کرنے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔ وہ لوگ جو اپنے اموال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، پھر جو وہ خرچ کرتے ہیں اُس کا احسان جتاتے ہوئے یا تکلیف دیتے ہوئے پیچھا نہیں کرتے، اُن کا اجر اُن کے ربّ کے پاس ہے اور اُن پر کوئی خوف نہیں ہو گا اور نہ وہ غم کریں گے۔“

اس کے بعد مکرم عمر شریف صاحب نے حضرت مصلح موعودؓ کے درج ذیل منظوم کلام سے چند اشعار خوش الحانی سے پیش کیے

تری محبت میں میرے پیارے ہر اِک مصیبت اٹھائیں گے ہم
مگر نہ چھوڑیں گے تجھ کو ہرگز، نہ تیرے در پر سے جائیں گے ہم

بعد ازاں مکرم شکیل احمد بٹ صاحب نائب صدر انصاراللہ و چیئرمین کارڈف مسجد پراجیکٹ نے مختصراً اس تقریب کے مقصد سے آگاہ کیا اور کارڈف مسجد کی تعمیراتی منصوبہ بندی سے متعلق ایک پریزنٹیشن پیش کی۔ اس دستاویزی فلم میں مسجد کی تعمیر میں درپیش مشکلات اور الٰہی تائیدات کا بیان بھی تھا اور آئندہ کے لیے اس منصوبے کی تکمیل کے مراحل کو بیان کرتے ہوئے اُن کی طرف سے کی جانے والی مالی قربانی کی اہمیت کا اظہار بھی تھا۔ اس کے بعد مکرم عرفان قریشی صاحب سیکرٹری جائیداد جماعت احمدیہ یوکے نے اس پراجیکٹ کی تفصیلات سے حاضرین کو آگاہ کیا۔ بعد ازاں مکرم ناصر خان صاحب نے مسجد بیت الرحیم کے منصوبے کے حوالے سے اب تک پیش آنے والی مختلف النوع مشکلات پر اختصار سے روشنی ڈالی اور بتایا کہ کس طرح خداتعالیٰ ہر ہر قدم پر خلافت احمدیہ کے صدقے ہماری راہنمائی کی اور تمام رکاوٹیں یکے بعد دیگرے ختم ہوتی چلی گئیں۔ اس کے بعد مکرم عبد القدوس صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ نے مالی قربانی کے حوالے سے مختصراً بیان کیا۔ بعد ازاں مکرم نصیر احمد قمر صاحب ایڈیشنل وکیل الاشاعت نے اردو زبان میں کی جانے والی اپنی تقریر میں مساجد کے لیے جماعت احمدیہ کی طرف سے پیش کی جانے والی قربانیوں کی روشن تاریخ کے چند واقعات بیان کرکے حاضرین کو مسجد بیت الرحیم کارڈف کی تعمیر کی اہمیت بیان کی اور زور دیا کہ وہ اس بابرکت مقصد کے لیے اپنی قربانیوں کے معیار کو بڑھائیں اور خداتعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

اس کے بعد مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر یوکے نے انگریزی میں تقریر کرتے ہوئے پہلے مسجد فضل کی اہمیت پر روشنی ڈالی اور پھر اپنے مشاہدات کے حوالے سے برطانیہ میں رہنے والے احمدیوں کے بہت سے ایمان افروز واقعات بیان کیے جو مسجد بیت الفتوح کی تعمیر کے حوالے سے تاریخ کا حصہ بنائے جاچکے ہیں۔ بے لوث قربانی کے ان واقعات سے مکرم امیر صاحب نے یہ ثابت کیا کہ جماعت احمدیہ خداتعالیٰ کے فضل سے ایک زندہ قوم ہے جو اپنے مقاصد عالیہ کے حصول کے لیے ہر قربانی پیش کرنے کے لیے ہمیشہ تیار رہتی ہے چنانچہ مساجد کی تعمیر کے لیے بعض لوگوں نے پس انداز کی ہوئی اپنی بچت کو پیش کردیا حالانکہ وہ رقم انہوں نے مکان خریدنے یا شادی وغیرہ کے لیے رکھی ہوئی تھی۔ لیکن اس سے زیادہ اہم یہ بات ہے کہ احمدیوں کو معمولی قربانیوں کو ہمارا پیارا ربّ اپنی فضل و کرم سے نہ صرف قبول کرتا ہے بلکہ ان کے نتیجے میں قربانی کرنے والوں کے دامن بھی اپنے فضلوں اور رحمتوں سے بھر دیتا ہے جیسا کہ اُن تمام افراد کے ساتھ بھی ہوا جن کا ذکر مکرم امیر صاحب نے مختلف حوالوں سے کیا تھا۔ آپ نے مزید بتایا کہ مسجد بیت الفتوح کی تعمیر کے بعد یہاں آنے والے بہت سے معزز مہمانوں نے جن میں سابق وزیراعظم برطانیہ جناب بورس جانسن بھی شامل ہیں) اتنے بڑے وسیع و عریض کامپلیکس کی تعمیر پر حیرت کا اظہار کرتے ہوئے بے ساختہ دریافت کرتے ہیں کہ اس کی تعمیر کے لیے رقم کس نے مہیا کی ہے؟ انہیں بتایا جاتا ہے کہ جماعت احمدیہ کے افراد ہی ہیں جو اپنی اپنی حیثیت کے مطابق مسلسل قربانیاں پیش کرتے چلے جانے کی توفیق پاتے ہیں اور ان کی معمولی قربانیوں میں خداتعالیٰ غیر معمولی برکت عطا فرمادیتا ہے۔



پروگرام کے اختتام سے قبل مکرم صاحبزادہ مرزا وقاص احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ برطانیہ نے اپنی مختصر تقریر میں حدیث نبوی ﷺ پیش کی کہ جو لوگوں کا شکر گزار نہیں ہوتا وہ خداتعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا۔ آپ نے بتایا کہ اس تقریب سے قبل مکرم امیر صاحب نے اپنی ذاتی کوشش سے مسجد بیت الرحیم کے لیے ۹۰ ہزار پاؤنڈز کے وعدہ جات لے کر دیے اور



اسی طرح دیگر احباب جنہوں نے ہماری درخواست پر والہانہ لبّیک کہا اس کے نتیجے میں اب تک مجموعی طور پر ۲۹۵۵۰۰ پاؤنڈ کے وعدہ جات اور قریباً پچاس ہزار پاؤنڈز کی نقدر قم جمع کی جاچکی ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔ اللہ تعالیٰ تمام مخلصین کو جزائے خیر سے نوازے اور اُن کے اموال و نفوس میں برکت عطا فرمائے۔ آمین

دعا کے ساتھ اس خوبصورت تقریب کا اختتام ہوا جو مکرم امیر صاحب نے کروائی۔ بعد ازاں افطاری ہوئی اور پھر مسجد بیت الفتوح میں نماز مغرب کی ادائیگی کے بعد طاہر ہال میں حاضرین نے ماحضر تناول کیا۔

فنڈ ریزنگ کے حوالے سے ایک اَور خصوصی تقریب ۲۴؍مارچ ۲۰۲۴ء بروز اتوار کارڈف میں بمقام St. Mellons Hub منعقد ہوئی جس میں مردوزن اور بچوں سمیت ڈیڑھ صد افراد شامل ہوئے۔ مکرم شکیل احمد بٹ صاحب نائب صدر انصاراللہ و چیئر مین کارڈف مسجد پراجیکٹ کی زیر صدارت پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم طاہر طورے صاحب نے کی۔ آیات کریمہ کا ترجمہ پڑھے جانے کے بعد مکرم محمد نعمان صاحب نے نظم سے چند اشعار خوش الحانی سے پیش کیے۔ پھر صدر اجلاس نے پروگرام کا تعارف کرواتے ہوئے مسجد کی تعمیر کے لیے وعدہ جات پیش کرنے کی اپیل کی اور بتایا کہ ان وعدہ جات کی ادائیگی ایک سال کے اندر کرنی ہوگی (یعنی مارچ ۲۰۲۵ء تک)۔ اس کے بعد مسجد کے پراجیکٹ سے متعلق ایک دستاویزی فلم پیش کی گئی۔ اس کے بعد مکرم داؤد عابد صاحب مربی سلسلہ نے اردو زبان میں مساجد کی تعمیر اور مالی قربانی کے متعلق مختلف ایمان افروز واقعات بیان کیے اور احباب کو مالی قربانی کی تحریک کی۔ ان گزارشات کا خلاصۂ انگریزی ترجمہ مکرم ریجنل امیر صاحب نے پیش کیا۔ اور پھر مکرم نوید ظفر صاحب قائد مال نے چندہ کی ادائیگی کے طریق بیان کیے اور وعدہ جات فارم کا تعارف کروایا۔ بعد ازاں مختلف احباب نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے احباب کو مالی قربانی کے لیے تحریک کی۔ ان میں ریجنل امیر مکرم محمد نعمان صاحب، مکرم سعادت احمد صاحب ریجنل ناظم اعلیٰ انصار اللہ، مکرم ارشد محمود صاحب صدر جماعت، مکرم طاہر خان صاحب، مکرم منور مغل صاحب اور مکرم مرزا سہیل شہزاد صاحب ریجنل قائد خدام الاحمدیہ شامل تھے۔ پروگرام کے دوران ہی افطاری پیش کی گئی اور پھر دعا کے ساتھ اس پروگرام کا اختتام ہوا۔ بعد ازاں نمازیں باجماعت ادا کی گئیں۔ اس پروگرام کے نتیجے میں خدا تعالیٰ کے فضل سے حاضرین نے قریباً پچیس ہزار پاؤنڈ نقد پیش کرنے کے علاوہ ڈیڑھ لاکھ پاؤنڈ کے قریب وعدہ جات لکھوانے کی توفیق بھی پائی۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔ اللہ تعالیٰ تمام مخلصین کو جزائے خیر سے نوازے اور اُن کے اموال و نفوس میں برکت عطا فرمائے۔ آمین

مسجد بیت الرحیم کے حوالے سے مجلس انصاراللہ برطانیہ نے ایک معلوماتی ویب سائٹ بھی تیار کی ہے۔ اس ویب سائٹ پر آن لائن عطیات پیش کرنے والوں کی سہولت کے لیے معلومات اور لنک بھی موجود ہے۔

درج ذیل لنک پر آپ اپنے وعدہ جات پیش کرسکتے ہیں جو کہ آئندہ ایک سال کے لیے ہوں گے کیونکہ مسجد کا کام مارچ ۲۰۲۵ تک مکمل ہو جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

ansar.org.uk/bait-ul-raheem-mosque-promise-in-cardiff

انصار ممبران اس لنک پر آن لائن چندہ ادا کرسکتے ہیں: chanda.ansar.org.uk

دیگر جماعت ممبران اس لنک پر آن لائن چندہ ادا کرسکتے ہیں: chanda.org.uk